ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

فروری 2026ء جلد نمبر 27 شمارہ نمبر 2

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے

پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ

’’تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رَستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا‘‘۔

(اشتہار 20 فروری 1886ء، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 125)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

رمضان المبارک اور قرآن کریم

ماہِ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، یہ مقدّس مہینہ بے شمار برکات اور فیوض کا حامل ہے جن میں سے سب سے اہم اور عظیم برکت قرآن کریم کے ساتھ اس کی نسبت ہے۔جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں متعدد مقامات پر فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مہینہ کے دوران مسلمان بکثرت تلاوت قرآن کرنے اور اس کے مطالب و معانی پر غور کر کے اس کے احکام کو اپنی زندگیوں کا حصّہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

جہاں تک قرآنی معارف کا تعلّق ہے تو اس زمانہ میں اس کا خاص علم مہدی دوراں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے موقع بہ موقع تفسیر قرآن کرتے ہوئے علم و عرفان کے دریا بہائے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کو قرآن و اسلام کی حقانیت کے ثبوت کے طور پر ایک عظیم الشان فرزند کی خوشخبری بھی عطا فرمائی جو بجائے خود قرآنی معارف و مطالب کا پیکر ہونے والا تھا کیونکہ اس پیشگوئی میں اس فرزند یعنی مصلح موعود سے متعلق کہا گیا تھا کہ ''وہ ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا'' اور ''کلام اللہ کا مرتبہ اور شرف اس کے ذریعہ ظاہر ہوگا''۔ چنانچہ اس فرزند موعود کے منصّۂ شہود پر آنے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود میں درج ہر ہر لفظ پورا ہوا جسے ایک عالَم نے دیکھا خصوصاً قرآن کریم کے مضامین اور حقائق و دقائق غیر معمولی طور پر آپؓ کے قلم و زبان سے جاری ہوئے۔ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی عطائے خاص تھی جس کے بارہ میں آپؓ خود فرماتے ہیں:

''وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو مَیں ہر وقت اُس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن مَیں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا اُستاد مقرر کیا ہے''۔ (الموعود، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 614)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس پہلو سے اپنے اوپر ہونے والے الطاف کا ذکر بھی فرمایا ہے، کہیں خواب میں فرشتہ حضورؓ کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھا رہا ہے تو کہیں منشی فرزند علی صاحبؓ کو قرآن پڑھاتے ہوئے بجلی کی طرح آپ کے دل میں سورۃ بقرہ کی کلید ڈالی جاتی ہے اور ساری سورۃ کی ترتیب سکھا دی جاتی ہے۔ پھر ڈلہوزی میں ایک روز دوپہر کے وقت آرام کرنے بیٹھتے ہیں تو الہام ہوتا ہے کہ دنیا میں قیامِ امن اور کمیونزم کے مقابلہ کے لئے سارے گُر سورۃ فاتحہ میں ہیں جس کے بعد آپ تفصیل سے اس موضوع پر مضامین قلمبند فرماتے ہیں جو الفضل میں شائع شدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

''ہم نے صرف قرآن کے لفظوں کو نہیں دیکھا بلکہ ہم خود اس کی محبّت کی آگ میں داخل ہوئے اور وہ ہمارے وجود میں داخل ہوگئی۔ ہمارے دلوں نے اس کی گرمی کو محسوس کیا اور لذّت حاصل کی... خدا تعالیٰ نے ہمیں وہ علوم عطا فرمائے ہیں کہ جن کی روشنی میں ہم نے دیکھ لیا ہے کہ قرآن ایک زندہ کتاب ہے اور محمد رسول اللہ ایک زندہ رسول ہے''۔
(الفضل 4 اپریل 1924ء)

پس ہمیں بھی اپنے سینوں میں قرآن کریم کی محبّت کی وہی جوت جگانے کی ضرورت ہے جو حضرت مصلح موعودؓ کے وجودِ مبارک میں لگی ہوئی تھی تا کہ ہمیں بھی اس کی ابدی لذّت حاصل ہو، اس مقصد کے لئے رمضان المبارک ایک بہترین موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ

ماہنامہ جرمنی

شعبان/رمضان 1447 ہجری قمری | فروری 2026ء | جلد نمبر 27 | شمارہ نمبر 2 | تبلیغ 1405 ہجری شمسی

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

فہرست مضامین

04 قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05 تبرّکات: گلے کا تعویذ اسے بناؤ ہمیں یہی حکم مصطفیٰ ہے
06 منظوم کلام: بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
07 خطبہ جمعہ: قرآن کریم کا ارفع مقام
13 جو راز دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
16 پہلے جلسہ سالانہ چیک جمہوریہ میں انتظامی خدمات
17 رمضان اور روزہ کے متعلق بعض وضاحتیں
21 اُصول حدیث
25 سب سخن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے
27 تاریخ جماعت احمدیہ نورڈہورن
31 تقریب سنگِ بنیاد مسجد صادق نورڈہورن
38 نورڈہورن
39 مسجد صادق نورڈہورن سنگِ بنیاد سے تعمیر تک
41 افتتاح مسجد صادق نورڈہورن
43 سالِ نو کے موقع پر تہجد اور وقارِ عمل
45 چھٹا سالانہ اجتماع وقف نو جرمنی
48 اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

17

04

34

38

42

39

21

46

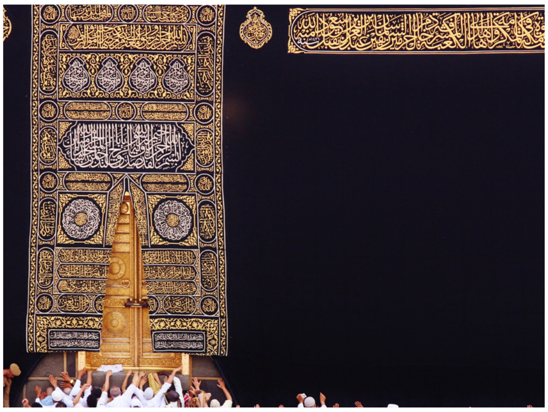

قال اللہ جل جلالہ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ (البقرۃ 186)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ سَهْلِ بنِ سَعدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ فِيْ الجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ (صحیح بخاری کتاب الصوم)

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جنّت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہتے ہیں روزہ دار جنّت میں اس دروازہ سے جائیں گے روزہ داروں کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں جائے گا، اعلان کیا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا اس میں سے کوئی نہیں جائے گا جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو دروازہ بند ہوجائے گا کوئی اور اس میں سے نہیں جاسکے گا۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ: 186) یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے۔ اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔

(البدر 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52 کالم نمبر 2)

گلے کا تعویذ اسے بناؤ ہمیں یہی حکمِ مصطفیٰ ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جبکہ اَور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اُس وقت اسلام کی عزّت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔... اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔... ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبّر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں۔ (الحکم 17 اکتوبر 1900ء صفحہ 5،6)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غارِحرا کے اعتکاف میں روزوں کا رکھنا ثابت ہے جس کے برکات سے نزول قرآن کا شروع ہوا اور خود قرآن مجید بھی اسی طرف ناظر ہے کہ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ اور مسیح موعود نے بھی چھ ماہ یا زیادہ مدّت تک روزے رکھے ہیں جن کی برکات سے ہزاروں الہامات کے وہ مورد ہو رہے ہیں۔ بدیں وجوہ موجہ قرآن اور اسلام نے جو جامع تمام صداقتوں اور معارف کا ہے دونوں قسم کے روزوں کو واسطے حاصل ہونے مزید تصفیہ قلب کے ثابت و برقرار رکھا۔

(خطبات نور صفحہ 230)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

لوگوں کے لیے بارہ مہینوں میں سے صرف ایک مہینہ رمضان یعنی روزوں کا ہوتا ہے مگر ہمارے لیے سارا سال ہی روزوں کا ہونا چاہیے اور ہماری ساری زندگی رمضان کی طرح بسر ہونی چاہیے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ سارا سال ہی روزے رکھے جائیں۔ یہ تو منع ہے کہ کوئی شخص تمام سال روزے رکھتا رہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کے لیے اپنے نفس کو خدا کے احکام کے تابع کر کے ضروری اور جائز چیزوں کو بھی حرام اور غیرضروری قرار دینا ہوگا۔ پس ہمارے لیے بارہ مہینے ہی رمضان ہے۔

(خطبات محمود جلد 25 صفحہ 231)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

رمضان کا مہینہ پانچ بنیادی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ پہلے تو روزہ ہے دوسرے نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر قیام اللیل یعنی رات کے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ تیسرے قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت ہے، چوتھے سخاوت اور پانچویں آفاتِ نفس سے بچنا ہے۔ ان پانچ بنیادی عبادات کا مجموعہ عبادات ماہِ رمضان کہلاتی ہیں۔

(خطبات ناصر جلد 2 ص 954)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

رمضان کا مہینہ تو وہ ہے جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا ہے اور یہ معنے بڑے وسیع ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی جتنی تعلیم بھی ہے رمضان میں وہ ساری کی ساری تعلیم انسان کے لئے قابل عمل ہو جاتی ہے حالانکہ عام مہینوں میں لازم نہیں کہ وہ تعلیم قابل عمل ہو یعنی قابل عمل ان معنوں میں تو ہے کہ انسان عمل کرسکتا ہے لیکن عموماً اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا اور رمضان میں قرآن کریم کی تعلیم کا کوئی ایسا حصہ نہیں جو اس مہینے میں پورا نہ اترتا ہو۔ تو اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ اتنا عظیم مہینہ ہے کہ گویا قرآن اسی مہینہ کے بارہ میں نازل کیا گیا تھا۔ (خطبات طاہر جلد 16 صفحہ 943)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

قرآن کریم کی رمضان کے مہینے کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے۔ ہر سال جب رمضان آتا ہے ہمیں اس طرف بھی توجہ دلاتا ہے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ گو یا رمضان اپنے اَور فیوض کے ساتھ ہمیں اس بات کی بھی یاددہانی کے لئے آتا ہے کہ اس مہینے میں قرآن کریم کا نزول ہوا... یہ رمضان اس بات کی بھی یاددہانی کرواتا ہے کہ اس عظیم کتاب میں انسانوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کی تعلیم ہے۔ اس بات کی یاددہانی کرواتا ہے کہ اس میں حق اور باطل میں روشن نشانوں کے ساتھ فرق ظاہر کیا گیا ہے۔ اس بات کی یاددہانی کرواتا ہے کہ روزوں کی فرضیت کی کتنی اہمیت ہے اور کس طرح رکھنے ہیں؟ اس بات کی بھی یاددہانی کرواتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم مکمل اور جامع ہے۔ لیکن ان سب باتوں کی یاددہانی کا فائدہ تبھی ہے جب ہم اس یاددہانی کی روح کو سمجھنے والے ہوں۔

(خطبہ جمعہ 19 جولائی 2013ء)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد — بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد — بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تُو نے بارہا دی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مری اولاد سب تیری عطا ہے — ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیّدہ ہے — یہی ہیں پنج تن جِن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالَم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مری ہر بات کو تُو نے جِلا دی — مِری ہر روک بھی تُو نے اٹھا دی
مری ہر پیش گوئی خود بنا دی — تَرٰی نَسْلًا بَعِیْدًا بھی دکھا دی
جو دی ہے مُجھ کو وہ کس کو عطا دی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(انتخاب از درثمین ''بشیر احمد شریف احمد اور مبارکہ کی آمین'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

قرآن کریم کا ارفع مقام

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مارچ 2024ء کا متعلقہ متن

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد درج ذیل آیات کی تلاوت کی اور فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (البقرہ:186)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لیے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بِنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کی اہمیت اس حوالے سے بیان فرمائی ہے کہ اس مہینے میں قرآن اتارا گیا جو انسانوں کے لیے ایک عظیم ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں تمام امور کا احاطہ کر کے، تمام ہدایات دے کر، انسان کے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کے تمام راستے دکھا کر، شیطان کے تمام راستوں سے ہوشیار کر کے، موجودہ اور آئندہ آنے والے امور کی طرف راہنمائی کر کے، ان کے خطرات سے آگاہ کر کے، ان سے بچنے کے راستے دکھا کر، دہریت کا مقابلہ کرنے کے راستے دکھا کر، شرک سے ہوشیار کرنے اور اس سے بچنے کے طریقے سکھا کر غرضیکہ تمام

امور جو موجودہ ہیں یا پرانے زمانے میں تھے یا آئندہ ہوں گے ان سب کو قرآن مجید میں بیان کر کے خداتعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے اور ہدایت پر قائم رہنے کے تمام راستے اس آخری کامل اور مکمل شریعت میں بیان کر دیے ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جو اس عظیم کتاب کو اپنا لائحہ عمل بنا کر اس پر عمل کریں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار لیں۔ سچائی کو پکڑ لیں اور سچائی پر قائم ہو جائیں تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے سے پیار کے سلوک کے نظارے بھی دیکھیں گے۔

پس یہ ہے رمضان کے مہینے کی اہمیت کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے کامل شریعت ہم پر اتاری ہے اور اس کتاب میں ہمیں روزوں کی فرضیت اور عبادتوں کے طریقے بھی سکھائے ہیں۔ اگر ہم صرف یہ سمجھیں کہ رمضان کے مہینے کی اہمیت صرف اتنی ہے کہ اس میں روزے فرض کر دیے اور قرآن کریم نازل کر دیا تو کافی نہیں ہے جب تک کہ ہم اس کامل ہدایت کے بارے میں ادراک حاصل نہ کریں اور پھر اسے اپنی زندگی کا لائحہ عمل نہ بنائیں۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ اس بات کا ادراک ہمیں آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق اور مسیح موعود اور مہدی معہود نے عطا فرمایا۔ پس اس کے لیے ہمیں آپؑ کی کتب اور تفاسیر بھی پڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ اس عظیم کلام اور ہدایت کو سمجھ کر ہم اس پر عمل کر سکیں۔ کل یومِ مسیح موعود بھی ہے جس میں ہم بڑی باقاعدگی سے جلسے وغیرہ بھی کرتے ہیں، اسے مناتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق مسیح موعودؑ کی آمد کے بارے میں بیان کرتے ہیں اور تقاریر کرتے ہیں لیکن صرف اس حد تک ایمان کی ترقی کافی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں قرآن کریم کے حوالے سے جو خزانہ عطا فرمایا ہے اسے پڑھنا اور اس پر عمل کرنا، اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا بھی انتہائی اہم ہے جس کے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں اس بات کا ادراک عطا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ رحمانیت کے تحت آنحضرت ﷺ پر قرآن کریم جیسی عظیم کتاب اتار کر ہم پر احسان کیا۔ اب اس سے فیض پانا اور اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہمارا کام ہے۔ پس اس کی طرف ہمیں خاص توجہ کرنی چاہیے۔ رمضان میں روزے رکھنے یا فرض نمازیں باقاعدگی سے ادا کرنے یا کچھ نوافل پڑھ لینے سے رمضان کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ قرآن کریم کو پڑھنا اور اس کے احکامات تلاش کر کے اس پر عمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ اس کے احکامات تلاش کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے اور یہ بہت اہم بات ہے اور یہی بات ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کے جلوے سے صفتِ رحیمیت کے جلوے کا بھی فیض اٹھانے والا بنائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کا ادراک حاصل کرنے اور اس سے فیض پاتے ہوئے اس کی برکات حاصل کرنے کے راستے دکھانے کے لیے بے شمار ارشادات اور تحریرات ہمارے لیے چھوڑی ہیں جن کو پڑھ کر اور عمل کر کے ہم حقیقی رنگ میں قرآن کریم سے فیض اٹھانے والے بن سکتے ہیں۔ ان میں سے آپؑ کے چند ایک اقتباسات مَیں اس وقت پیش بھی کروں گا لیکن اس سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت کے بارے میں بتا دوں کہ یہ بھی انتہائی ضروری چیز ہے جسے رمضان میں خاص طور پر ہر ایک کو ضرور کرنا چاہیے اور کم از کم ایک سیپارہ روزانہ تلاوت کرنی چاہیے تا کہ رمضان میں قرآن کریم کا ایک دَور مکمل ہو جائے۔ حضرت جبرائیلؑ آنحضرت ﷺ کو رمضان میں نازل شدہ قرآن کریم کا ایک دَور مکمل کروایا کرتے تھے اور آخری سال میں مکمل قرآن کریم کا دو مرتبہ دَور مکمل کیا۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن) پس ہر ایک کو قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کے حوالے سے کہ ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ:186)'' فرماتے ہیں کہ ''یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے''۔ یعنی ایسا بابرکت مہینہ ہے جس میں یہ ایسی عظیم کتاب نازل ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ ''صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے''۔ دل کو روشن کرنے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کے لیے ایک بڑا عمدہ مہینہ ہے۔ ''کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے۔'' دل کے اندر جو بیہودہ خیالات آتے رہتے ہیں، گناہ کے خیالات آتے رہتے ہیں ان سے دُوری پیدا ہو ''اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے''۔ خدا تعالیٰ کا قرب اس سے حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا ''پس اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے اس میں شک و شبہ کوئی نہیں ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 424۔ ایڈیشن 2022ء)

یعنی قرآن کریم پر عمل کرنے کی برکت سے عبادتوں کے ساتھ یہ مقام ملتا ہے۔ پھر قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ''مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی۔ تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اَور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جبکہ اَور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی''۔ فرمایا ''اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ (اور فرمایا) فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اَور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی''۔ فرمایا ''اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو... بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی دن رات جھکا رہے... ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبّر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کر دیں... بڑے تأسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے... اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔ مَیں کہتا ہوں درحقیقت یہی ایک ہتھیار ہے جو اَب بھی کارگر ہے اور ہمیشہ کے لئے کارگر ہو

گا اور پہلے بھی قرنِ اوّل میں یہی ایک حربہ تھا جو خود حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ مبارکی اور صد ہزار مبارکی ہے اس قوم کو جو اس کے اختیار کرنے اور اسی یگانہ کتاب کو اپنا مایہ ایمان قرار دینے میں ذرا بھی تردّد اور تذبذب میں نہیں پڑی۔ بڑے جوش اور خوشی سے آگے بڑھ کر اس فرقان اور نور کو لبیک کہا''۔

(الحکم 17 اکتوبر 1900ء صفحہ 5،6)

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کا نزول ضرورتِ حقّہ کے وقت ہوا آپؑ فرماتے ہیں: ''وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرتؐ مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالت موجودہ'' جس کی حالت یعنی اس زمانے کی حالت، جو اس وقت حالت تھی ''ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربّانی اور ہادیٔ آسمانی کی اشد محتاج تھی اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی۔ اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں۔ اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی اور لاکھوں سینوں پر لا الٰہ الا اللہ کا نقش جما دیا اور جو نبوت کی علّت غائی ہوتی ہے''۔ جو بنیاد ہوتی ہے نبوت کی ''یعنی تعلیم اصول نجات کے اس کو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا''۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 113-112)

پس یہ آخری شرعی کتاب ایسے وقت میں آئی جب حالات اس کے آنے کا تقاضا کرتے تھے اور پھر لاکھوں دلوں کو پاک کیا اور آج تک کرتی چلی جا رہی ہے۔ پس جس نے فیض اٹھانا ہے اس سے فیض اٹھانے کی کوشش کرے۔ قرآن کریم علم و عمل میں بھی کمال تک پہنچاتا ہے۔ یہ صرف باتیں نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کے، جو نیک مسلمان ہیں آج تک کے عمل اس بات کے گواہ ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''یاد رہے کہ اکیلی عقل کو ماننے والے جیسے علم اور معرفت اور یقین میں ناقص ہیں ویسا ہی عمل اور وفاداری اور صدقِ قدم میں بھی ناقص اور قاصر ہیں اور ان کی جماعت نے کوئی ایسا نمونہ قائم نہیں کیا جس سے یہ ثبوت مل سکے کہ وہ بھی ان کروڑہا مقدس لوگوں کی طرح خدا کے وفادار اور مقبول بندے ہیں کہ جن کی برکتیں ایسی دنیا میں ظاہر ہوئیں کہ ان کے وعظ اور نصیحت اور دعا اور توجہ اور تاثیر صحبت سے صدہا لوگ پاک روش اور باخدا ہو کر ایسے اپنے مولیٰ کی طرف جھک گئے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ پرواہ نہ رکھ کر اور اس جہان کی لذّتوں اور راحتوں اور خوشیوں اور شہرتوں اور فخروں اور مالوں اور ملکوں سے بالکل قطع نظر کر کے اس سچائی کے راستہ پر قدم مارا جس پر قدم مارنے سے ان میں سے سینکڑوں کی جانیں تلف ہوئیں''۔ دین کی خاطر قربانی کا جذبہ ان میں پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر اللہ سے وفا کرنے کا جذبہ پیدا ہو کے قربانی کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ فرمایا ''جانیں تلف ہوئیں۔ ہزارہا سر کاٹے گئے۔ لاکھوں مقدّسوں کے خون سے زمین تر ہو گئی۔ پر باوجود ان سب آفتوں کے انہوں نے ایسا صدق دکھایا کہ عاشقِ دلدادہ کی طرح پابزنجیر ہو کر ہنستے رہے اور دکھ اٹھا کر خوش ہوتے رہے اور بلاؤں میں پڑ کر شکر کرتے رہے اور اسی ایک کی محبت میں وطنوں سے بے وطن ہو گئے اور عزت سے ذلّت اختیار کی اور آرام سے مصیبت کو سر پر لے لیا اور تونگری سے مفلسی قبول کر لی اور ہر یک پیوند و رابطہ اور خویشی سے غریبی اور تنہائی اور بے کسی پر قناعت کی اور اپنے خون کے بہانے سے اور اپنے سروں کے کٹانے سے اور اپنی جانوں کے دینے سے خدا کی ہستی پر مہریں لگا دیں اور کلام الٰہی کی سچی متابعت کی برکت سے وہ انوار خاصہ ان میں پیدا ہو گئے کہ جو ان کے غیر میں کبھی نہیں پائے گئے اور ایسے لوگ نہ صرف پہلے زمانوں میں موجود تھے بلکہ یہ برگزیدہ جماعت ہمیشہ اہلِ اسلام میں پیدا ہوتی رہتی ہے اور ہمیشہ اپنے نورانی وجود سے اپنے مخالفین کو ملزم و لاجواب کرتی آئی ہے۔ لہٰذا منکرین پر ہماری یہ حجت بھی تمام ہے کہ قرآن شریف جیسے مراتبِ علمیہ میں اعلیٰ درجہ کمال تک پہنچاتا ہے ویسا ہی مراتبِ عملیہ کے کمالات بھی اسی کے ذریعہ سے ملتے ہیں اور آثار و انوار قبولیت حضرتِ احدیت انہیں لوگوں میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ظاہر ہوتے ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کی متابعت اختیار کی ہے''۔ اگر حقیقی رنگ میں اس کی پیروی کرو گے تو یہ معیار حاصل ہوں گے۔ ''دوسروں میں ہرگز ظاہر نہیں ہوتے۔ پس طالبِ حق کے لئے یہی دلیل جس کو وہ بچشمِ خود معائنہ کر سکتا ہے کافی ہے یعنی یہ کہ آسمانی برکتیں اور ربّانی نشان صرف قرآن شریف کے کامل تابعین میں پائے جاتے ہیں''۔ نشانات اگر دیکھنے ہیں تو وہ صرف قرآن کریم کے کامل اتباع کرنے والوں میں پائے جاتے ہیں۔ ''اور دوسرے تمام فرقے کہ جو حقیقی اور پاک الہام سے روگردان ہیں کیا برہمو اور کیا آریہ اور کیا عیسائی وہ اس نورِ صداقت سے بے نصیب اور بے بہرہ ہیں چنانچہ ہر یک منکر کی تسلی کرنے کے لئے ہم ہی ذمہ اٹھاتے ہیں بشرطیکہ وہ سچے دل سے اسلام قبول کرنے پر مستعد ہو کر پوری پوری ارادت اور استقامت اور صبر اور صداقت سے طلبِ حق کے لئے اس طرف تکلیف کش ہو''۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 350 تا 352 حاشیہ)

پس جو کوئی بھی سچے دل سے اس ہدایت کی طرف بڑھے گا اس کی علمی اور عملی طاقتیں بڑھیں گی۔ یہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اس کو سمجھو اور میرے سے سیکھو کہ کس طرح مَیں تمہیں سکھاتا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: ''کس قدر ظلم ہے کہ اسلام کے اصولوں کو چھوڑ کر، قرآن کو چھوڑ کر جس نے ایک وحشی دنیا کو انسان اور انسان سے باخدا انسان بنایا ایک دنیا پرست قوم کی پیروی کی جائے''۔ فرماتے ہیں ''جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں''۔ سمجھتے ہیں کہ مغربی دنیا نے بڑی ترقی کر لی ہے۔ اس کو اپنا راہنما بنانا چاہتے ہیں ''مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں''۔ اور یہ دنیا کی کامیابی بھی ہے اور دین کی کامیابی بھی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی ہے۔ دنیادار تو صرف دنیاوی کامیابیوں پہ انحصار کرتے ہیں۔ اگر ہر قسم کی کامیابی لینی چاہیے، تو قرآن کریم میں ملے گی۔ فرمایا ''قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر

ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو! انہوں نے جب پیغمبر خدا ﷺ کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں''۔ حال تو یہ ہے کہ چھپ کے عبادتیں کر رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں ہم بادشاہ بنیں گے۔ ''لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ سے محبت کرتے اور انہی کی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار کہتے تھے''۔ کفار کے کسی رسم و رواج کی پیروی بھی نہیں کرتے تھے، سب کچھ چھوڑ دیا۔ ''جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سِرّ یہ تھا ؎

خدا داری چہ غم داری''

فرمایا کہ ''مسلمانوں کی فتوحات اور کامیابیوں کی کلید بھی ایمان تھا''۔ آج ایمان کے وہ معیار نہیں ہیں صرف باتیں ہیں لیکن اگر یہ سب کچھ حاصل کرنا ہے تو ایمان کو بڑھانا پڑنا ہے۔ فرمایا کہ ''صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا''۔ بادشاہ صلاح الدین کی مثال دے رہے ہیں کہ اس کے مقابلے پر کئی فوجیں اکٹھی ہوئیں ''لیکن آخر اس پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اس کی نیّت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا۔ جب بادشاہوں نے فسق و فجور اختیار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹ پڑا اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض'' یعنی اسلام کی کمزور حالت '' کی جو تشخیص کی جاتی ہے ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تشخیص پر جو علاج کیا جاوے گا وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہو گا''۔ تشخیص یہ کرتے ہیں کہ جی مغربی دنیا کی تقلید کرو۔ ترقی کرنی ہے تو یہ نئے مغربی علوم حاصل کرو۔ ہاں حاصل کرو لیکن قرآن کو اپنا راہنما بناؤ۔ فرمایا ''جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہو گا ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہو گا، یہ تندرست نہ ہوں گے۔ عزّت اور عروج اسی راہ سے آئے گا جس راہ سے پہلے آیا''۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 158-157 ایڈیشن 1984ء)

پس ایمان اور عمل میں ترقی بھی دنیاداروں کی پیروی سے نہیں ہو گی بلکہ قرآن کریم کی پیروی سے ہو گی۔ پھر مسلمانوں کے قرآن شریف سے بے توجہگی اور اسے پڑھنے میں سستی کا بڑے درد سے ذکر فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے آکر دنیا کے سامنے وہ خدا پیش کیا جو انسانی کانشس اور فطرت چاہتی ہے اور اس کا پورا پورا بیان خدا تعالیٰ کی سچی کتاب قرآن مجید میں ہے''۔ فرمایا ''مَیں اس وقت دوسرے لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں الگ رکھ کر صرف ان لوگوں کے متعلق کچھ کہوں گا جو مسلمان ہیں اور انہی سے خطاب کروں گا۔ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا (الفرقان: 31)'' کہ اے میرے ربّ! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔ فرمایا ''یاد رکھو قرآنِ شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآنِ شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دُور پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفابخش نسخہ ہے۔ اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجّب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کی کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفاء ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے، اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا''۔ ایک ایسے پانی کا چشمہ ہے جو پیاس بھی بجھاتا ہے اور علاج بھی ہے اس کے پاس تو جاتا نہیں۔ بڑا بدقسمت ہے وہ۔ فرمایا ''تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی ہے اور جہالت ہے۔ اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفابخش پانی سے حظ اٹھاتا مگر وہ باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دُور ہے جیسا کہ ایک بے خبر''۔ فرمایا کہ اور اس وقت تک اس سے دُور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کر دیتی ہے''۔ بعضوں کو موت آجاتی ہے لیکن قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ''اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآنِ شریف ہے۔ جس پر ہم کو عمل کرنا چاہیے مگر نہیں اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیرخواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایما سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اَور کیا قابلِ رحم حالت اس قوم کی ہو گی''۔

یعنی حضرت مسیح موعودؑ کو جو خدا نے قرآن کریم کی تعلیم پھیلانے کے لیے اس زمانے میں بھیجا ہے انہیں کذّاب کہا جاتا ہے، جھوٹا کہا جاتا ہے، مفتری کہا جاتا ہے، گالیاں دی جاتی ہیں۔ مخالفت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اب ایسی حالت سے اَور قابلِ رحم حالت ان لوگوں کی اَور کیا ہو گی۔ فرمایا کہ ''مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دُور کر دیتا ہے۔ کاش! مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں''۔ فرمایا ''یقیناً یاد رکھو کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پاک کتاب پر عمل کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لاانتہا برکات سے حصہ دیتا ہے۔ ایسی برکات اسے دی جاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے بہت ہی بڑھ کر ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک عفوِ گناہ بھی ہے''۔ یعنی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ '' کہ جب وہ رجوع کرتا اور توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا

ہے۔ دوسرے لوگ اس نعمت سے بالکل بے بہرہ ہیں اس لئے کہ وہ اس پر اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ توبہ سے گناہ بھی بخشے جایا کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ہم کو جُونوں میں جانا پڑے گا‘‘۔ جو بعض ہندوؤں کا عقیدہ ہے ’’اور معافی نہیں مل سکتی۔ عیسائیوں کے اصول کے موافق مسیح کے خون پر ایک بار ایمان لا کر اگر گناہ ہو جاوے تو پھر صلیبِ مسیح کوئی فائدہ نہیں دے سکتی کیونکہ مسیح دو مرتبہ صلیب پر نہیں چڑھے گا تو کیا یہ بات صاف نہیں ہے کہ ان دونو کے لئے بخشے جانے اور نجات کی راہ بند ہے کیونکہ صدورِ گناہ تو رک نہیں سکتا‘‘۔ یہ تو ہوتا رہتا ہے انسان بعض لغزشیں کرتا رہتا ہے۔ ’’اگر خدا تعالیٰ کی کسی نعمت کا شکر نہ کرے تو یہ بھی گناہ ہے اور غفلت کرے تو یہ بھی گناہ ہے اور ان گناہوں پر بھی جُونوں میں جانا پڑے گا یا مسیح کو دوبارہ صلیب نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے کلّی طور پر مایوس ہونا پڑے گا‘‘۔ باقی مذاہب میں تو اگر گناہ سرزد ہوتے جاتے ہیں تو پھر مایوسی ہے، کوئی بخشنے کا ذریعہ نہیں ہے ’’مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم نہیں دی۔ ان کے لئے ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ جب انسان اس کی طرف رجوع کرے اور اپنے پچھلے گناہوں کا اقرار کر کے اس سے خواستگارِ معافی ہو اور آئندہ کے لئے نیکیوں کا عزم کرے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔ اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ میری باتوں کو متوجہ ہو کر سنو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ باتیں صرف تمہارے کان تک ہی رہ جائیں اور تم ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھاؤ اور یہ تمہارے دل تک نہ پہنچیں‘‘۔ پس یہ باتیں سنو اور اپنے دل تک پہنچاؤ، ساری صرف کانوں تک نہ رکھو۔ فرمایا ’’نہیں۔ بلکہ پوری توجہ سے سنو اور ان کو دل میں جگہ دو اور اپنے عمل سے دکھاؤ کہ تم نے ان کو سرسری طور پر نہیں سنا اور ان کا اثر اسی آن تک نہیں بلکہ گہرا اثر ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 181 تا 183۔ ایڈیشن 1984ء)

یہاں بیٹھ کے خطبہ سننے تک ہی اثر نہیں ہے بلکہ بعد میں بھی اس پر عمل ہو اور عمل یہی ہے کہ ہم قرآن کریم کو پڑھیں۔ رمضان میں اس کی عادت ڈالیں۔ پھر مستقل زندگی کا حصہ بنائیں اور پھر اس کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ احمدیوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ ہم قرآن کریم میں تحریف کرنے والے ہیں۔ پاکستان میں آج کل اسی قانون کے پیچھے احمدیوں پر مولویوں کی طرف سے مقدمے قائم کیے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’قرآنِ شریف قانونِ آسمانی اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اگر ہم اس میں تبدیلی کریں تو یہ بہت ہی سخت گناہ ہے۔ تعجب ہوگا کہ ہم یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور پھر قرآنِ شریف کے لیے وہی روا رکھتے ہیں۔ مجھے اَور بھی افسوس اور تعجب آتا ہے کہ وہ عیسائی جن کی کتابیں فی الواقعہ محرّف مبدّل ہیں وہ تو کوشش کریں کہ تحریف ثابت نہ ہو اور ہم خود تحریف کرنے کی فکر میں!!!‘‘ یعنی جن کی پرانی شریعتوں کی کتابیں تحریف شدہ ہیں وہ تو کہتے ہیں نہیں تحریف ہوئیں لیکن ہمارے بعض عمل ایسے ہیں اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ خود ہم تحریف کر رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ ’’دیکھو! افترا کرنے والا خبیث اور موذی ہوتا ہے۔‘‘ آپؑ نے اپنا نکتہ نظر بیان فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ قرآن کریم میں تحریف ہو گئی۔ افتراء کرنے والا خبیث اور موذی ہوتا ہے ’’اور خدا تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرنا یہ بھی افتراء ہے اس سے بچو‘‘۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 169-168۔ ایڈیشن 1984ء)

پس ہماری تعلیم تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہر قسم کی تحریف سے بچنا ہے کیونکہ تحریف کرنے والا خبیث اور موذی ہے۔ آپؑ نے یہ فرمایا۔ پس ہم پر یہ الزام لگانے والوں کو عقل کرنی چاہیے کہ کیا تحریف کر کے ہم اپنے آپ کو خبیثوں اور موذیوں میں شمار کرنے والے ہو جائیں گے یا بننا چاہیں گے؟ قرآن کریم کے کامل کتاب ہونے پر آپؑ نے کیا ارشاد فرمایا۔ فرمایا: ’’مَیں قرآن اور احکامِ قرآنی کی خدمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک مذہب کی خدمت کے واسطے کمربستہ ہوں اور جان تک مَیں نے اپنی اس راہ میں لگا دی ہے۔ اور میرا یقینِ کامل ہے کہ قرآن کے سوا جو کامل اکمل اور مکمل کتاب ہے اور اس کی پوری اطاعت اور بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نجات ممکن ہی نہیں اور قرآن میں کمی بیشی کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن سے اتارنے والے کو کافر اور مرتد یقین کرتا ہوں‘‘۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 309 ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ان سارے سوالوں کا جواب ہے جو ہم پر الزام لگائے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا قرآن کریم کی تعلیم سے نجات کی راہ اور نور ملتا ہے۔ اس بات کو واضح فرمایا کہ اس کے علاوہ اَور کوئی کتاب ہے ہی نہیں جو یہ نور دے سکے اور ہدایت دے سکے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ’’سچا رہنما قرآن شریف ہے اور اس کی پیروی اسی جہان میں نجات کے انوار دکھلاتی ہے اور سعادتِ عظمیٰ تک پہنچاتی ہے۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔ (بنی اسرائیل:73)‘‘ جو اس دنیا میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ بھٹکا ہوا ہے۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔ فرمایا کہ ’’جو شخص معارف حقہ کے حصول کے لئے پوری پوری کوشش کرے اور صرف قیل وقال میں نہ پھنس رہے اس پر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی راہ ہے یعنی یہ کہ متابعت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی جائے۔ اور تعلیم قرآنی کو اپنا مرشد اور رہبر بنایا جاوے‘‘۔ آپؑ نے یہاں الفاظ عربی کے استعمال کیے ہیں۔ فرمایا: پوری کوشش کرے اور صرف قیل وقال میں نہ پھنسا رہے یعنی حدیثوں کے حوالے نہ دیتا رہے۔ اس پر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ باقی باطنی نعمتوں کے حاصل کرنے کے لیے صرف ایک ہی راہ ہے یعنی یہ کہ متابعت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی جائے اور تعلیم قرآنی کو اپنا مرشد اور راہبر بنایا جاوے۔ ’’یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہندوؤں اور عیسائیوں میں کئی لوگ ریاضت اور جوگ میں وہ محنت کرتے ہیں کہ جس سے ان کا جسم خشک ہو جاتا ہے اور برسوں جنگلوں میں کاٹتے ہیں اور ریاضاتِ شدیدہ بجالاتے ہیں‘‘۔ بڑی سخت ریاضتیں کرتے ہیں۔ ’’لذّات سے بکلّی کنارہ کش ہو جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ انوارِ خاصہ ان کو نصیب نہیں ہوتے کہ جو مسلمانوں کو باوجود قلتِ ریاضت و ترکِ رہبانیت کے نصیب ہوتے ہیں‘‘۔ وہ خصوصیات ان کو نہیں مل سکتیں لیکن اگر قرآن کریم پر عمل کریں تو تب یہ ہوتے ہیں۔ فرمایا ’’پس اس سے صاف

ظاہر ہے کہ صراط مستقیم وہی ہے جس کی تعلیم قرآن شریف کرتا ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ اگر کوئی توبہ نصوح اختیار کر کے دس روز بھی قرآنی منشا کے بموجب مشغولی اختیار کرے تو اپنے قلب پر نور نازل ہوتا دیکھے گا۔ یہ خصوصیت دینِ اسلام کی بلا امتحان نہیں''۔ یہ نہیں کہ صرف بات کر دی، اس کا کوئی امتحان نہیں بلکہ ''صدہا پاک باطنوں نے اس راہ سے فیض پایا ہے''۔ (مکتوبات احمد جلد اوّل صفحہ 549۔ایڈیشن دوم)

اس کی سینکڑوں مثالیں ایسی ہیں کہ جنہوں نے اس پر عمل کیا اور فیض پایا۔ زبانی دعویٰ نہیں ہے بلکہ جنہوں نے عمل کیا انہوں نے فیض پایا ہے اور سینکڑوں ہزاروں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ پس ہمیں بھی چاہیے کہ اس طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ کریں اور اپنی نسلوں میں بھی اس کی اہمیت پیدا کریں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسانوں کو خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کی حالت ابھی کمزور ہے جو بظاہر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپؑ نے انسان کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا اور یہ ثبوت قرآنی تعلیم کی روشنی میں دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ''اے دوستو! گناہ سے بے خوف ہونے کی یہی وجہ ہے کہ غافل انسان کو نہ خدا پر یقینی ایمان ہے نہ اس کی سزا پر۔ ورنہ انسان اپنی ذات میں بزدل ہے''۔ انسان اپنی ذات میں بڑا بزدل ہے۔ ''اگر ایک گھر میں کسی چھت کے نیچے'' مثال دی ہے آپؑ نے کہ دیکھو ''اگر ایک گھر میں کسی چھت کے نیچے چند آدمی بیٹھے ہوں اور یکدفعہ سخت زلزلہ آوے تو وہ سب کے سب باہر کی طرف دوڑتے ہیں۔ اس کا یہی سبب ہے کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر چند منٹ اَور چھت کے نیچے بیٹھے رہے تو موت کا شکار ہو جائیں گے'' چھت نیچے آپڑے گی۔ '' مگر چونکہ گناہ کرنے والوں کو خدا پر یقین نہیں، نہ اس کی سزا پر یقین ہے اس لئے وہ لوگ دلیری سے گناہ کرتے ہیں''۔ فرمایا کہ ''جو لوگ جھوٹے اور بناوٹی ذریعے نجات کے لئے ڈھونڈتے ہیں وہ اَور بھی گناہ پر دلیر ہو جاتے ہیں کیونکہ جھوٹا ذریعہ کوئی یقین نہیں بخشتا مگر جس شخص کو یہ علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے کہ درحقیقت خدا ہے اور درحقیقت گناہ گار بے سزا نہیں رہے گا بشرطیکہ یقینی علم ہو نہ محض رسمی۔ وہ بلاشبہ اپنے تئیں گناہ کی راہوں سے بچائے گا۔ سچی فلاسفی نجات کی یہی ہے جو قرآن شریف نے ہم پر ظاہر کی اگر چاہو تو قبول کرو''۔
(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 422-423)

پس اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں۔ اس پر ایمان میں کامل ہونے کی کوشش کریں تو نجات ہے ورنہ بہت مشکل ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ''مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہو گا'' یعنی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکے گا۔ ''سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرّہ بدی کا بھی قابلِ پاداش ہے۔ وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا۔ تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیان کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو''۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 25، 26)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والے اور جو ہدایت اس نے دی ہے اس سے فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ ہمیں ایمان اور یقین اور اللہ تعالیٰ کی خشیت میں اللہ تعالیٰ بڑھائے۔ ہم صرف رمضان میں نہیں بلکہ ہمیشہ قرآنی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ جب یہ ہو گا تبھی ہم کہہ سکیں گے کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی جو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے بھیجے گئے تھے۔ قرآن کریم کی حکومت کا جؤا ہماری گردنوں میں ڈالنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان میں اور پھر بعد میں بھی ہمیشہ ہمیں قرآنی تعلیم سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ (آمین)

(الفضل انٹرنیشنل 12 اپریل 2024ء)

با برگ و بار ہوویں
اِک سے ہزار ہوویں

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے محبوب امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو 12 جنوری 2026ء پہلی پڑنواسی سے نوازا ہے، فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ عزیزہ کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'عطیۃ المجیب انیتا' عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم منصور احمد ڈاہری صاحب (واقف زندگی رسالہ ریویو آف ریلیجنز) اور مکرمہ سیدہ یمنیٰ خلود صاحبہ کی پہلوٹھی، مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب (وکیل تعمیل و تنفیذ بھارت، نیپال، بھوٹان) اور محترمہ صاحبزادی امۃ الوارث فرح صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی پہلی پوتی اور مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب اور محترمہ سیدہ امۃ الباسط ماریہ صاحبہ کی نواسی ہے۔

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا، مکرم منصور احمد ڈاہری صاحب اور آپ کی اہلیہ محترمہ سیدہ یمنیٰ خلود صاحبہ، مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب اور محترمہ صاحبزادی امۃ الوارث فرح صاحبہ اسی طرح مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب اور آپ کے اہل خانہ نیز جملہ افرادِ خاندان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے، اپنے بے انتہا فضلوں، رحمتوں اور برکتوں سے نوازے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو آپؑ نے اپنی اولاد کے لیے کی ہیں، آمین۔ (ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی)

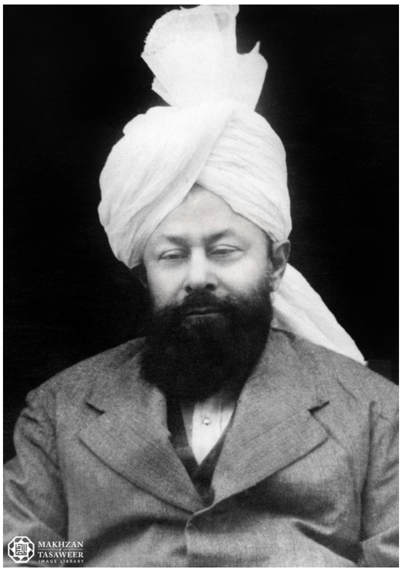

حاصل مطالعہ

مکرم سید افتخار احمد شاہ صاحب

جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے

حضرت مصلح موعودؓ کا علم قرآن

سورۃ جمعہ کی ابتدائی آیات میں ذکر ہے کہ خدائے قدّوس نے رُوئے زمین پر اپنی بادشاہت قائم کرنے کے لیے اپنے برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا جس نے انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سنائیں۔ کتاب اور حکمت سکھائی اور پاک کیا جبکہ اس سے پہلے وہ ایک کھلی گمراہی میں تھے۔ وہی غالب اور حکیم خدا آخرین یعنی ایک دوسری قوم میں جو ابھی ان سے نہیں ملی (بعد میں آنے والی ہے) دوبارہ رسول کی بعثت کرے گا جو ان کو کتاب وحکمت سکھا کر ان کا تزکیہ کرے گا سورۃ جمعہ کی ان آیات کے نزول پر صحابہ نے پوچھا کہ وہ آخرین کون لوگ ہیں؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ’’اگر ایمان ثریا پر بھی ہوا تو ایک یا کچھ فارسی الاصل اسے واپس لائیں گے‘‘۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

دوسری روایت میں ایمان کی بجائے دین اور علم کے الفاظ بھی ہیں یعنی اگر دین اور علم ثریا کی بلندی پر اٹھ گیا تو ابنائے فارس اسے واپس لے آئیں گے۔

(مسلم کتاب الفضائل ومسند احمد جلد 2 صفحہ 420)

یہ پیشگوئی بڑی شان کے ساتھ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی موعودؑ کے ذریعہ پوری ہوئی جن کو بار بار وحی الٰہی سے اس حدیث کا اوّل مصداق ٹھہرایا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے بطور نشان ایک موعود لڑکے کی پیدائش کی بشارت دی۔ تا اس کے ذریعہ دینِ حق کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ نیز اسے ’’کلمۃ اللہ‘‘ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ’’وہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 95)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں واضح فرمادیا کہ وہ موعود فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے جو 1914ء میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے اور خود انہوں نے 1944ء میں خدا تعالیٰ سے علم پاکر اور اسے گواہ ٹھہرا کر اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق اور مصلح موعود قرار دیا۔

(خطبہ جمعہ 28 جنوری 1944ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو قرآن شریف کے مطالب سے آگاہ فرمایا چنانچہ آپ نے ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کیا:

’’مَیں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو مَیں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن مَیں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا میں استاد مقرر کیا ہے‘‘۔ (الموعود، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 647)

فرشتوں کے ذریعہ قرآنی علوم کی تعلیم

فرشتوں کے ذریعہ قرآن سیکھنے کے روحانی تجربہ کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔

’’مَیں اس جگہ ایک اپنا مشاہدہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ مَیں چھوٹا ہی تھا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوں اور میرے سامنے ایک وسیع میدان ہے۔ اس میدان میں اس طرح کی ایک آواز پیدا ہوئی جیسے برتن کو ٹھکورنے سے پیدا ہوتی ہے یہ آواز فضا میں پھیلتی گئی اور یوں معلوم ہوا کہ گویا وہ سب فضا میں پھیل گئی ہے اس کے بعد اس آواز کا درمیانی حصّہ متمثّل ہونے لگا اور اس میں ایک چوکھٹا ظاہر ہونا شروع ہوا جیسے تصویروں کے چوکھٹے ہوتے ہیں کچھ ہلکے سے رنگ پیدا ہونے لگے آخر وہ رنگ روشن ہو کر ایک تصویر بن گئے اور اس تصویر میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ ایک زندہ وجود بن گئی اور مَیں نے خیال کیا کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ وہ فرشتہ مجھ سے مخاطب ہوا اور اس نے مجھے کہا کہ میں تم کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤں تو مَیں نے کہا کہ ہاں آپ مجھے ضرور اس کی تفسیر سکھائیں پھر اس فرشتہ نے مجھے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کی یہاں تک کہ وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تک پہنچا۔ یہاں پہنچ کر اس نے مجھے کہا کہ اس وقت تک جس قدر تفاسیر لکھی جاچکی ہیں وہ اس آیت تک ہیں۔ اس کے بعد کی آیات کی تفسیر اب تک نہیں

لکھی گئی۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا کیا مَیں اس کے بعد کی آیات کی تفسیر بھی تم کو سکھاؤں اور مَیں نے کہا ہاں۔ جس پر فرشتہ نے مجھے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ اور اس کے بعد کی آیات کی تفسیر سکھانی شروع کی اور جب وہ ختم کر چکا تو میری آنکھ کھل گئی اور جب میری آنکھ کھلی تو مَیں نے دیکھا کہ اس تفسیر کی ایک دو باتیں مجھے یاد تھیں۔ لیکن معاً بعد مَیں سو گیا اور جب اٹھا تو تفسیر کا کوئی حصہ بھی یاد نہ تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مجھے ایک مجلس میں اس سورۃ پر کچھ بولنا پڑا اور مَیں نے دیکھا کہ اس کے نئے نئے مطالب میرے ذہن میں نازل ہو رہے ہیں اور مَیں سمجھ گیا کہ فرشتہ کے تفسیر سکھانے کا یہی مطلب تھا۔ چنانچہ اس وقت سے لے کر آج تک ہمیشہ اس سورۃ کے نئے نئے مطالب مجھے سکھائے جاتے ہیں۔ جن میں سے سینکڑوں مَیں مختلف کتابوں اور تقریروں میں بیان کر چکا ہوں اور اس کے باوجود وہ خزانہ خالی نہیں ہوا‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 9)

نسخ فی القرآن کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ قرآن کریم کی عظمت اور شان کو قائم فرمایا۔ آپ نے قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ آیات کی موجودگی کے عقیدہ کی دلائل سے تردید فرمائی۔ اور ان آیات کے حل پیش فرمائے جن کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ناسخ و منسوخ کا عقیدہ پیدا ہوا۔

نسخ فی القرآن کے ثبوت میں سورۃ بقرہ کی آیت 107 مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ پیش کر کے اس کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ ہم کوئی آیت منسوخ کریں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے کر آتے ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے یہ لطیف وضاحت فرمائی کہ یہاں آیت سے مراد قرآنی آیت نہیں بلکہ نشان کے معنے ہیں۔ آپؓ نے تحریر فرمایا:۔ ’’اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم قرآن کی کسی آیت کو منسوخ کر دیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب ہم کسی نشان کو ٹلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر نشان لے آتے ہیں یا کم سے کم ویسا ہی نشان اَور ظاہر کرتے ہیں تا کہ دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنے۔ مفسرین نے اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ جب قرآن کی کوئی آیت منسوخ کی جائے تو ویسی ہی آیت اور آجاتی ہے۔ لیکن اگر کتاب ہی کی آیت مراد لینی ہو تو اس آیت کے یہ معنے لینے چاہئیں کہ اگر ہم تورات اور انجیل میں سے کسی حصہ کو منسوخ کریں تو قرآن کریم میں یا تو ویسی ہی تعلیم نازل کر دیں گے یا اس سے بہتر نازل کر دیں گے۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوگی‘‘۔ (تفسیر صغیر صفحہ 30 حاشیہ نمبر 2)

عصمت انبیاء

دین حق کے شرف کا تعلق خدا تعالیٰ کے کلام، اس کے مرسلین و مامورین کی سچائی اور عزّت و عظمت کے قیام سے بھی ہے۔ انبیاء کی عصمت اہل اسلام کا مسلّمہ عقیدہ ہے لیکن اس مسئلہ سے متعلق بعض قرآنی آیات کے ترجمہ و تفسیر میں مختلف علماء و مفسرین نے ٹھوکر کھائی۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت یونسؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ اور خود نبی کریمؐ کے بارہ میں بعض ایسے تراجم یا تفاسیر پائی جاتی ہیں جن سے نہ صرف عصمت انبیاء پر زَد پڑتی ہے۔ بلکہ خدا کے پاک کلام پر بھی حرف آتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا صدیق ہونا

حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب ہونے والے جھوٹوں کی تردید اور ان آیات کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے بیان فرمایا کہ اِنِّىۡ سَقِيۡمٌ (الصافات:90) کا یہ مطلب نہیں کہ واقعی بیمار ہوں بلکہ ستاروں کی چال کے اندازہ کے مطابق بیمار ہونے والا ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

’’قرآن کریم بتا چکا ہے کہ ابراہیمؑ ان باتوں پر ایمان نہیں رکھتا تھا مگر اپنی قوم کو شرمندہ کرنے کے لئے اس نے کہا کہ تمہاری جوتش کے اصول سے تو مَیں بیمار ہونے والا ہوں۔ مگر دیکھنا کہ خدا تعالیٰ مجھے کیا توفیق دیتا ہے اور تم کو جھوٹا ثابت کرتا ہے‘‘۔ (تفسیر صغیر صفحہ 741 حاشیہ)

سورۃ انبیاء آیت 64 میں بت توڑنے سے حضرت ابراہیمؑ نے انکار نہیں فرمایا بلکہ جیسا کہ آیت میں بَلۡ فَعَلَهٗ کے بعد وقف ہے۔ اسے مدنظر رکھ کر آیت کو پڑھا جائے تو آیت کا مطلب صاف اور واضح ہے کہ ’’ابراہیمؑ نے کہا آخر کسی کرنے والے نے تو یہ کام ضرور کیا ہے۔ یہ سب سے بڑا بت سامنے کھڑا ہے۔ اگر وہ بول سکتے ہوں تو ان سے پوچھ کر دیکھو‘‘۔ (تفسیر صغیر صفحہ 535)

آیت میں وقف نہ کرنے کی صورت میں اس کا حل بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’دوسرے معنے یہ ہیں کہ ابراہیمؑ اپنی عادت کے مطابق تعریضاً کلام کرتے ہیں کہ نہیں مَیں نے کیوں کرنا تھا۔ اس نے کیا ہوگا۔ ایسے کلام سے مراد انکار نہیں بلکہ یہ مراد ہوتا ہے کہ کیا یہ سوال بھی پوچھنے والا تھا مَیں نہ کرتا تو کیا اس بت نے کرنا تھا‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 57) اسی طرح بیوی کو دینی لحاظ سے بہن قرار دینے والی روایت اگر درست بھی ہو تو تعریضی کلام کی ذیل میں آئے گی۔

حضرت لوطؑ اور ان کی بیٹیوں کی عزّت و حرمت

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’بعض لوگوں نے تورات کی اتباع میں اس آیت کے یہ معنی کئے ہیں کہ حضرت لوطؑ نے اپنی باکرہ لڑکیوں کو (یا تو ان کی دو لڑکیاں کنواری ہی تھیں اور یا بیاہی ہوئی ابھی رخصت نہ ہوئی تھیں) ان لوگوں پر پیش کیا کہ ان سے بدکاری کر لو۔ لیکن مہمانوں سے کچھ نہ کہو (تفسیر فتح البیان زیر آیت ھذا) مگر یہ معنی نبی کی شان کے خلاف ہیں۔... انہوں نے صرف شہر والوں کے خوف کو اس طرح دور کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ سمجھایا ہے کہ جب میرے عیال تمہارے قبضہ میں ہیں تو تمہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ مَیں تمہارا دشمن ہوں۔ اور دوسرے لوگوں سے مل کر تمہارے شہر کو کوئی نقصان پہنچاؤں گا۔ اگر یہ بات تمہاری سمجھ میں آجائے تو اس پر عمل کرنا تمہاری عزّت کے قیام کے لئے اچھا ہوگا اور مہمانوں کو ذلیل کرنے کے عیب سے محفوظ ہو جاؤ گے‘‘۔ (تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 321)

آیت وَلَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا کی تفسیر

اس آیت میں بتایا ہے کہ عزیز کی بیوی نے حضرت یوسفؑ کے متعلق ایک ارادہ کیا لیکن وہ اسے پورا نہ کر سکی۔ اسی طرح حضرت یوسفؑ نے اس کے متعلق ایک ارادہ

کیا لیکن وہ بھی اس ارادہ کو پورا نہ کر سکے۔ بعض مفسّرین کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ دونوں نے آپس میں بدی کا ارادہ کیا (درمنثور) لیکن یہ درست نہیں کیونکہ اس کی نفی پہلی آیت میں ہو چکی ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ یوسف کو عزیز کی بیوی نے اس کے دلی خیالات کے خلاف پھسلانا چاہا لیکن اس پر اس کی باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کام کے بدانجام سے اس عورت کو بھی ڈرایا۔ پس اس آیت کی موجودگی میں ھَمَّ بِهٖ کے یہ معنے کسی طرح نہیں کئے جاسکتے کہ یوسفؑ نے اس عورت سے کسی بری بات کا ارادہ کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر شخص کی حالت کے مطابق اس کی طرف ارادہ منسوب کیا جاسکتا ہے۔ دونوں کی اندرونی حالت کو پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے۔ عورت کی اندرونی حالت یہ بتائی ہے کہ وہ بدی کا ارادہ رکھتی تھی اور یوسفؑ کی حالت یہ بتائی ہے کہ وہ اسے ظلم کے بدانجام سے ڈراتے تھے۔ پس اس جگہ دونوں کے ارادوں سے یہی مراد لی جاسکتی ہے کہ عزیز کی بیوی نے حضرت یوسفؑ کو بدی کی راہ پر لگانا چاہا اور حضرت یوسف نے اسے نیکی کی راہ پر لگانا چاہا۔ مگر دونوں اپنے مقصد کو پورا نہ کر سکے نہ یوسفؑ نے عزیز کی بیوی کی بات مانی اور نہ اس نے یوسفؑ کی بات مانی''۔ (تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 416، 417)

حضرت داؤدؑ پر الزام والی آیت کی تفسیر

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ سورۃ ص آیت 24، 25 کی تفسیر میں اصل حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں: ''مفسّر کہتے ہیں حضرت داؤدؑ کی ننانوے بیویاں تھیں۔ مگر ایک جرنیل کی بیوی آپ کو پسند آ گئی۔ انہوں نے جرنیل کو خطرناک مقام پر بھجوا دیا تا مارا جائے پھر اُس کی بیوی پر قبضہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے سبق دینے کے لئے فرشتوں کو بھیجا جنہوں نے نعوذ باللہ یہ دنبیوں والا جھوٹ بنایا لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ کی بادشاہت جب لمبی ہو گئی تو ان کے دشمنوں نے سر اٹھانا شروع کیا۔ اور ان کے دشمن گھر میں کود کر آ گئے۔ جب حضرت داؤدؑ کو چوکس پایا تو ڈر گئے کہ ایک آواز پر باڈی گارڈ جمع ہو جائیں گے اور گھبراہٹ میں یہ قصہ گھڑ کر سنایا۔ جس کی تعبیر درحقیقت یہ تھی کہ انہوں نے حضرت داؤدؑ پر یہ الزام لگایا کہ تم طاقتور ہو کر اردگرد کے غریب قبائل کو کھاتے جاتے ہو۔ حالانکہ وہ تعداد میں تھوڑے ہیں اور تم زیادہ ہو۔ لیکن یہ بات غلط تھی۔ حضرت داؤدؑ کا ملک بہت چھوٹا تھا اور ان کے اردگرد قبائل عراق تک پھیلے ہوئے تھے جن کی تعداد حضرت داؤدؑ کے قبیلہ کی تعداد سے سینکڑوں گنے زیادہ تھی''۔

(تفسیر صغیر صفحہ 752، 753 زیر آیت سورۃ ص آیت 24 حاشیہ)

ملکہ بلقیس اور حضرت سلیمانؑ کا قصہ

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:

''مفسّرین لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ ملکہ بلقیس سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ مگر اُن کو جنوں نے خبر دی کہ اس کی پنڈلیوں پر بکری کی طرح بال ہیں۔ انہوں نے اس بات کی تحقیق کے لئے ایک عظیم الشان محل بنایا۔ اور اس میں ایک بہت بڑا حوض کھدوا کر اسے پانی سے لبریز کر دیا اور پھر اس پر بلور کے ٹکڑوں کا ایسا فرش لگوایا کہ انسانی نگاہ دھوکہ کھا جائے اور وہ یہ سمجھے کہ صحن میں پانی بہہ رہا ہے۔ جب یہ محل تیار ہو گیا۔ تو انہوں نے بلقیس کو وہ محل ٹھہرنے کے لئے پیش کیا۔ جب وہ صحن میں سے گذرنے لگی تو چونکہ فرش پر شیشہ لگا ہوا تھا اور اس کے نیچے پانی بہہ رہا تھا۔ اس نے سمجھا کہ سچ مچ پانی بہہ رہا ہے اور گھبرا کر اس نے اپنے کپڑے اُڑس لئے اور پنڈلیاں ننگی کر دیں۔ اس طریق سے آپ نے معلوم کر لیا کہ واقعہ میں اس کی پنڈلیوں پر بال موجود ہیں۔ اور پھر آپ نے ایک بال صفا پوڈر تیار کیا جس سے اس کے بال دور ہوئے (ابن کثیر)۔ بعض کہتے ہیں پنڈلیوں کے بال دیکھنے کے لئے حضرت سلیمانؑ نے اس قدر انتظام کیا کرنا تھا اصل بات یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے ملکہ کا تخت منگوایا تھا انہیں خیال آیا کہ تخت منگوانے سے میری سبکی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس سبکی کا ازالہ کرنے کے لئے آپ نے یہ محل بنوایا تا کہ اپنی وقعت قائم کر سکیں۔ مگر کیا دنیا کا کوئی بھی سمجھدار انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ باتیں ایسی اہم ہیں کہ ان کا ذکر خدا تعالیٰ کے کلام میں اور خصوصاً آخری شریعت کے حامل کلام میں ہونا چاہیے تھا۔ ان باتوں کا تو نہ دین سے تعلق ہے نہ عرفان سے اور نہ خدا تعالیٰ کے انبیاء ایسے لغو کام کیا کرتے ہیں۔ اصل بات صرف اتنی ہے کہ ملکہ سبا ایک مشرکہ عورت تھی اور سورج پرست تھی۔ حضرت سلیمانؑ چاہتے تھے کہ وہ شرک چھوڑ دے۔ اس کے لئے آپ نے اسے زبانی بھی نصیحت فرمائی۔ مگر پھر آپ نے چاہا کہ عملاً بھی اس کے عقیدہ کی غلطی اس پر ظاہر کریں۔ چنانچہ اس کے لئے آپ نے یہ طریق اختیار کیا کہ اس کے قیام کے لئے آپ نے ایک ایسا محل تجویز فرمایا جس میں شیشہ کا فرش تھا اور اس کے نیچے پانی بہتا تھا۔ جب ملکہ اس کے فرش پر سے گذرنے لگی تو اسے شبہ ہوا کہ یہ پانی ہے اور اس نے جھٹ اپنی پنڈلیوں پر سے کپڑا اٹھالیا یا اسے دیکھ کر وہ گھبرا گئی۔ (كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا کے یہ دونوں معنے ہیں) اس پر حضرت سلیمانؑ نے اسے تسلی دی اور کہا کہ بی بی! دھوکا مت کھاؤ۔ جسے تم پانی سمجھتی ہو یہ تو دراصل شیشہ کا فرش ہے اور پانی اس کے نیچے ہے۔ چونکہ پہلے آپ دلائل سے شرک کی غلطی اس پر واضح کر چکے تھے اس نے فوراً سمجھ لیا کہ انہوں نے ایک عملی مثال دے کر مجھ پر شرک کی حقیقت کھول دی ہے اور سمجھایا ہے کہ جس طرح پانی کی جھلک شیشہ میں سے تجھے نظر آئی ہے اور تو نے اسے پانی سمجھ لیا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کا نور اجرامِ فلکی میں سے جھلک رہا ہے۔ چنانچہ اس دلیل سے وہ بڑی متاثر ہوئی اور بے اختیار کہہ اٹھی کہ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (النمل: 45) یعنی اے میرے ربّ میں نے شرک کر کے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ اب میں سلیمانؑ کے ساتھ یعنی اس کے دین کے مطابق اس خدا پر ایمان لاتی ہوں جو سب جہانوں کا ربّ ہے اور سورج اور چاند وغیرہ بھی اسی سے فیض حاصل کر رہے ہیں''۔

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 106، 107)

مکرم ماہر احمد تاثیر صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ جرمنی

جماعت احمدیہ چیک ریپبلک کے
پہلے جلسہ سالانہ میں انتظامی خدمات

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو جہاں بے شمار بشارات سے نوازا وہاں آپ کے دلی محبوں کا گروہ بڑھانے کی بھی عظیم خوشخبری عطا فرمائی تھی اور اس گروہ کی تعلیمی وتربیتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے حضورؑ نے جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا جو کہ بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم نشان ہے کیونکہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس سے متعلق فرمایا کہ ''اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے'' نیز فرمایا ''یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے''۔ یہ سلسلہ اللہ کے فضل سے ملکوں ملکوں پھیلتا چلا گیا اور اب ان ممالک میں چیک ریپبلک بھی شامل ہو گیا ہے جہاں 27، 28 دسمبر 2025ء بروز ہفتہ واتوار جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ Šimanovská 47 (پراگ) پر واقع Kyje Cultural Center میں منعقد ہوا جس میں 9 ممالک سے 162 افراد جماعت نے شرکت کی۔ چونکہ یہاں جماعت ابتدائی دور میں سے گزر رہی ہے لہٰذا جلسہ کے انتظامات میں خدمات کے لیے جامعہ احمدیہ جرمنی سے درج ذیل پانچ طلباء کو بھی خدمات سونپی گئیں جو دو روز قبل وہاں پہنچے۔

1۔ مکرم عشان احمد طاہر صاحب (درجہ ممہدہ) 2۔ مکرم دانش اصغر صاحب (درجہ ثانیہ) 3۔ مکرم مونس غفار صاحب (درجہ ثالثہ) 4۔ مکرم فاتح عزیز صاحب (درجہ ثالثہ) 5۔ خاکسار (ماہر احمد تاثیر، درجہ ثالثہ)

مکرم کاشف جنجوعہ صاحب مبلغ سلسلہ چیک ریپبلک اور مقامی جماعت نے خندہ پیشانی اور نہایت خلوص کے ساتھ ہمیں خوش آمدید کہا جس کی وجہ سے ہمیں لمبے سفر کی تھکان بھول گئی۔ گو ہمارے سپرد خدمتِ خلق، لنگر خانہ، پارکنگ، ہال کی تیاری اور وائنڈ اَپ، ٹرانسپورٹ، لاجسٹکس اور رہائش کی ذمہ داری کی گئی لیکن ہماری خدمات مذکورہ شعبہ جات تک ہی محدود نہیں رہیں بلکہ ہمہ جہت رہیں کیونکہ جہاں بھی خدمت کی ضرورت ہوتی اللہ کے فضل سے ہم وہاں پہنچ جاتے۔ گویا 'خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو' کے تحت ہمیں کئی جہات سے خدا کے فضل سمیٹنے کی سعادت ملی، فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

26 دسمبر بروز جمعہ نماز فجر کے ساتھ ہی ڈیوٹیوں کا آغاز ہو گیا۔ پھر نماز جمعہ اور اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ نے تو ایک نئی تازگی بخش دی۔ ان دنوں

باقی صفحہ 47 پر

کھڑے ہوئے (دائیں سے بائیں) طلبہ جامعہ احمدیہ جرمنی: مکرم عشان احمد طاہر صاحب، مکرم دانش اصغر صاحب، مکرم ماہر احمد تاثیر صاحب، مکرم مونس غفار صاحب، مکرم فاتح عزیز صاحب
بیٹھے ہوئے (دائیں سے بائیں): مکرم محمد طیب حنیف صاحب (افسر جلسہ گاہ)، مکرم مبارز احمد امینی صاحب (افسر جلسہ سالانہ)، مکرم کاشف جنجوعہ صاحب (مبلغ سلسلہ وصدر جماعت)، مکرم عبدالباسط طارق صاحب (مبلغ سلسلہ جرمنی)، مکرم محمد الیاس منیر صاحب (مبلغ سلسلہ جرمنی ومرکزی نمائندہ)، مکرم ایثار احمد صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ)

مکرم مولانا رحمت اللہ بندیشہ صاحب
استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

رمضان اور روزہ کے متعلق بعض وضاحتیں

بزبان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مسافر اور مریض

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو تو پھر ان دنوں میں روزے نہ رکھو۔ اور یہ روزے دوسرے دنوں میں جب سہولت ہو پورے کرلو۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خیال نہیں ہونا چاہیے کہ اس وقت چونکہ تمام گھر والے روزے رکھ رہے ہیں جیسے کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، اُٹھنے میں آسانی ہے، زیادہ تردّد نہیں کرنا پڑتا، جیسے تیسے روزے رکھ لیں، بعد میں کون رکھے گا۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے۔ بات وہی ہے کہ اصل بنیاد تقویٰ پر ہے، حکم بجالانا ہے، حکم یہ ہے کہ تم مریض ہو یا سفر میں ہو، قطع نظر اس کے کہ سفر کتنا ہے، جو سفر تم سفر کی نیت سے کر رہے ہو وہ سفر ہے اور اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے''۔ (خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 424)

نیز فرمایا: ''ایسے لوگ جو اس لیے کہ گھر میں آج کل روزہ رکھنے کی سہولت میسّر ہے روزہ رکھ لیتے ہیں ان کو اس ارشاد کے مطابق یاد رکھنا چاہیے کہ نیکی یہی ہے کہ روزے بعد میں پورے کیے جائیں۔ اور وہ روزے نہیں ہیں جو اس طرح زبردستی رکھے جاتے ہیں''۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 424)

مغربی ممالک میں رؤیتِ ہلال کا طریق

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: اِن ملکوں میں جو مغربی ممالک ہیں، یورپین ممالک ہیں نہ ہی حکومت کی طرف سے کسی رؤیتِ ہلال کا انتظام ہے اور نہ ہی اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم چاند نظر آنے کے واضح امکان کو سامنے رکھتے ہوئے روزے شروع کرتے ہیں اور عید کرتے ہیں۔ ہاں اگر ہمارا اندازہ غلط ہو اور چاند پہلے نظر آجائے تو پھر عاقل بالغ گواہوں کی گواہی کے ساتھ، مومنوں کی گواہی کے ساتھ کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے پہلے بھی رمضان شروع کیا جاسکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جو ایک چارٹ بن گیا ہے اس کے مطابق ہی رمضان شروع ہو۔ لیکن واضح طور پر چاند نظر آنا چاہئے۔ اس کی رؤیت ضروری ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ہم ضرور غیر احمدی مسلمانوں کے اعلان پر بغیر چاند دیکھے روزے شروع کر دیں اور عید کر لیں یہ چیز غلط ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات کو اپنی ایک کتاب سرمہ چشم آریہ میں بھی بیان فرمایا۔ حساب کتاب کو یا اندازے کو ردّ نہیں فرمایا۔ یہ بھی ایک سائنسی علم ہے لیکن رؤیت کی فوقیت بیان فرمائی ہے۔ (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 192-193) جو یورپ کے پڑھے لکھے لوگ ہیں، عقل مند لوگ ہیں، سائنس دان ہیں انہوں نے اس بات کو معتبر سمجھتے ہوئے کہ دیکھنا جو ہے وہ بہرحال زیادہ اعلیٰ چیز ہے، اس خیال کی وجہ سے اپنے آلات بنائے ہیں۔ دُوربینیں بنائی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اجرامِ فلکی کو دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بعض دفعہ حساب میں غلطی بھی ہوسکتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا اور اگر غلطی ہو جائے مثلاً اگر چاند ایک دن پہلے نظر آنا ثابت ہو جائے تو پھر کیا کیا جائے کیونکہ اس کا مطلب ہے ایک روزہ چھوٹ گیا۔ ہم نے ایک دن بعد شروع کیا اور چاند اس سے پہلے نظر آ گیا اور ثابت بھی ہو گیا کہ نظر آ گیا تھا۔ اس بارے میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں سوال پیش ہوا۔ سیالکوٹ سے ایک دوست نے دریافت کیا کہ یہاں چاند منگل کی شام کو نہیں دیکھا گیا بلکہ بدھ کو دیکھا گیا ہے جبکہ رمضان بدھ کو شروع ہو چکا تھا۔ عام طور پر اس علاقے میں ہر جگہ اس واسطے پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔ اُس نے پوچھا کہ روزہ تو بدھ کو رکھا جانا چاہئے تھا۔ ہمارے ہاں پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔ اب کیا کرنا چاہئے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اس کے عوض میں ماہ رمضان کے بعد ایک روزہ رکھنا چاہئے۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 437) جو روزہ چھوٹ گیا وہ رمضان کے بعد پورا کرو''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 3 جون 2016ء)

روزے میں سفر نہ کرنے کی کیا حد ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''بات وہی ہے کہ اصل بنیاد تقویٰ پر ہے، حکم بجالانا ہے، حکم یہ ہے کہ تم مریض ہو یا سفر میں ہو، قطع نظر اس کے کہ سفر کتنا ہے، جو سفر تم سفر کی نیت سے کر رہے ہو وہ سفر ہے اور اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ دو تین کوس کا سفر بھی سفر ہے اگر سفر کی نیت سے ہے''۔

(خطبات مwسرور جلد 1 صفحہ 423-424)

سوال: ایک دوست نے مسافر کے لیے رمضان کے روزوں کی رخصت کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ کے بعض ارشادات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں پیش کر کے ان کی باہم تطبیق کی بابت رہنمائی چاہی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ کے خط میں بیان دونوں قسم کے ارشادات میں کوئی تضاد نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ دونوں ہی کا قرآن کریم کے واضح حکم کی روشنی میں یہی ارشاد ہے کہ مسافر اور مریض کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص بیماری میں یا سفر کی حالت میں روزہ رکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے واضح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔

جہاں تک حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد ’’روزہ میں سفر ہے۔ سفر میں روزہ نہیں‘‘ کا تعلق ہے تو اگر اس سارے خطبہ کو غور سے پڑھا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور دراصل اس میں مختلف مثالیں بیان فرما کر سمجھا رہے ہیں کہ ایسا سفر جو باقاعدہ تیاری کے ساتھ، سامانِ سفر باندھ کر سفر کی نیت سے کیا جائے وہ سفر خواہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اس میں شریعت روزہ رکھنے سے منع کرتی ہے۔ لیکن ایسا سفر جو سیر کی غرض سے یا کسی Trip اور Enjoyment کے لیے کیا جائے، وہ روزہ کے لحاظ سے سفر شمار نہیں ہوگا اور اس میں روزہ رکھا جائے گا۔ چنانچہ سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں آپ کے دیگر ارشادات بھی آپ کے اسی نظریہ کی تائید کرتے ہیں۔ (الفضل انٹرنیشنل 12؍مارچ 2021ء)

مرکز میں قیام کے دوران روزہ رکھنا جائز ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’قیام کے دوران روزوں کے بارے میں حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ روزوں کی بابت حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک جگہ پر تین دن سے زائد اقامت کرنی ہو تو پھر وہ روزے رکھے اور اگر تین دن سے کم اقامت کرنی ہو تو روزے نہ رکھے اور اگر قادیان میں کم دن ٹھہرنے کے باوجود روزے رکھ لے تو پھر روزے دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ (فقہ المسیح صفحہ 208 باب روزہ اور رمضان) کیونکہ قادیان وطنِ ثانی ہے اس میں تین دن سے کم وقت میں بھی اگر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے لیکن باقی جگہوں پر تین دن اگر قیام ہے تو روزے رکھ سکتا ہے‘‘۔ (الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء)

دائمی مسافر کا روزہ

’’جن لوگوں کا کام ہی سفر ہے مثلاً ڈرائیور ہے یا کاروبار کے لئے یا ملازمت کی وجہ سے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے لمبا سفر کرنا پڑتا ہے، تو ان کے لئے سفر نہیں ہے‘‘۔ (خطباتِ مسرور جلد پنجم صفحہ 382)

روزوں کے حوالہ سے حقیقی بیمار کون شمار ہوتا ہے؟

’’بعض دفعہ بعض لوگ دوسری طرف بہت زیادہ جھک جاتے ہیں۔ بعض اس سہولت سے کہ مریض کو سہولت ہے خود ہی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ مَیں بیمار ہوں اس لیے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اور پوچھو کہ کیا بیماری ہے؟ تم تو جوان آدمی ہو، صحت مند ہو، چلتے پھر رہے ہو، بازاروں میں پھر رہے ہو، بیماری ہے تو ڈاکٹر سے چیک اَپ کرواؤ تو جواب ہوتا ہے کہ نہیں ایسی بیماری نہیں بس افطاری تک تھکاوٹ ہو جاتی ہے، کمزوری ہو جاتی ہے۔ تو یہ بھی وہی بات ہے کہ تقویٰ سے کام نہیں لیتے۔ نفس کے بہانوں میں نہ آؤ۔ فرمایا یہ ہے کہ نفس کے بہانوں میں نہ آؤ۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کا حال جانتا ہے۔ خوف کا مقام ہے۔ یہی نہ ہو کہ ان بہانوں سے کہیں ان حکموں کو ٹال کر حقیقت میں کہیں بیمار ہی بن جاؤ... تو یہ افراط اور تفریط دونوں ہی غلط ہیں۔ ہمیشہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے روزے رکھنے یا نہ رکھنے کا فیصلہ کرنا چاہیے‘‘۔ (خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 426-427)

فدیہ اور اس کی مقدار

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو طاقت رکھتے ہیں، مالی وُسعت رکھتے ہیں اگر کسی وجہ سے وہ روزہ نہیں رکھ سکے تو فدیہ دیا کریں۔ اور فدیہ کیا ہے ایک مسکین کو کھانا کھلانا۔ اس کے مطابق جس طرح تم خود کھاتے ہو کیونکہ دوسرے کی عزّتِ نفس کا بھی خیال رکھنے کا حکم ہے۔ اس لئے اچھا کھانا کھلاؤ، یہ نہیں کہ مَیں روزے رکھتا تو اعلیٰ کھانے کھاتا لیکن تم چونکہ کم حیثیت آدمی ہو اس لئے تمہارے لئے فدیہ کے طور پر یہ بچا کھچا کھانا ہی موجود ہے۔ نہیں۔ یہ نہیں ہے، تمہاری نیکی تو اس وقت ہی نیکی شمار ہوگی جب تم خدا کی رضا کی خاطر یہ کر رہے ہو گے نہ کہ اس غریب پر احسان جتانے کے لئے۔ تو جب تم خدا کی رضا کی خاطر یہ فدیہ دو گے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس بیماری کی حالت کو صحت میں بدل دے۔ کیونکہ فرمایا کہ تمہارا روزے رکھنا بہرحال تمہارے لئے بہتر ہے‘‘۔ (خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 427-428)

فدیہ کن کن لوگوں کے لیے واجب ہے؟

فرمایا کہ ’’جو لوگ مریض ہوں یا سفر پر ہوں، کیونکہ بیماری بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، مجبوری کے سفر بھی کرنے پڑ جاتے ہیں تو پھر جو روزے چھوٹ جائیں ان کو بعد میں پورا کرو۔ تو یہ سہولت بھی اللہ تعالیٰ نے اس لئے دی کہ فرمایا کیونکہ تم میری طرف آنے کے لئے، میرے سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ایک کوشش کر رہے ہو، ایک مجاہدہ کر رہے ہو، اس لئے مَیں نے تمہاری بعض فطری اور ہنگامی مجبوریوں کی وجہ سے تمہیں یہ چھوٹ دے دی ہے کہ سال کے دوران جو چھٹے ہوئے روزے ہوں وہ کسی اور وقت پورے کر لو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں یہ چھوٹ تمہیں تمہاری اس کوشش کی قدر کرتے ہوئے دے رہا ہوں جو تم باقی دنوں میں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہوئے میرا قُرب پانے کے لئے میری خاطر کر رہے ہو۔ فرمایا کیونکہ یہ سب تمہارا عمل میری خاطر ہو رہا ہے اس لئے اگر تم عارضی طور پر بیمار ہو یا بعض سفروں اور مجبوری کی وجہ سے کافی روزے چھوٹ رہے ہیں اور مالی لحاظ سے اچھے بھی ہو تو فدیہ بھی دے دو یہ زائد نیکی ہے۔ اور بعد میں سال کے دوران روزے بھی پورے کر لو۔ اور جو مستقل بیمار ہیں یا عورتیں ہیں مثلاً دودھ پلانے والی ہیں یا جن کے پیدائش ہونے والی ہے وہ کیونکہ روزے نہیں رکھ سکتیں اس لئے ایسے مریضوں کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق فدیہ دینا ہے‘‘۔ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 742، 743)

سالہا سال روزے نہ رکھنے والا کیا کرے؟

’’جو شخص کسی بیماری یا سفر کی وجہ سے رمضان میں روزے نہیں رکھ سکا اسے چاہیے کہ اوّلین فرصت میں جب اسے

سہولت ہو فرض روزے مکمل کر لے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کی ازواج کا یہ طریق تھا کہ وہ اپنے چھوٹے ہوئے روزے اگلا رمضان آنے سے قبل شعبان میں پورے کر لیا کرتی تھیں۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب قضاء رمضان فی شعبان) لیکن اگر کسی شخص کے رمضان کے کچھ روزے چھوٹ گئے ہوں اور اگلا رمضان آنے تک وہ کسی عذر کی وجہ سے یہ روزے نہیں رکھ سکا تو ایسا شخص اگلا رمضان گزرنے کے بعد اپنے گذشتہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزے پورے کر سکتا ہے۔ اگرچہ بہترین اور افضل طریق وہی ہے جو امہات المؤمنین کا تھا کہ وہ اگلے رمضان سے قبل گذشتہ رمضان کے روزے پورے کر لیا کرتی تھیں۔ تاہم قرآن کریم نے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کو اگلے رمضان سے قبل پورا کرنے کی کوئی قید نہیں لگائی ... بلکہ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ فرما کر اسے انسان کی سہولت پر چھوڑا ہے، وقت کی قید نہیں لگائی۔ پس اگر کسی شخص کے ایک سال کے رمضان سے زیادہ رمضان کے مہینوں کے روزے کسی جائز عذر کی وجہ سے رہ گئے ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ اس عذر کے دُور ہونے پر اسے روزوں کی توفیق عطا فرما دے تو وہ جس قدر ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کر سکتا ہو اسے تھوڑے تھوڑے کر کے ان روزوں کو رکھ لینا چاہیے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 11؍ جنوری 2025ء)

سوال: اس سوال پر کہ روزے کے دوران اگر کسی خاتون کے ایامِ حیض شروع ہو جائیں تو اسے روزہ کھول لینا چاہیے یا اس روزہ کو مکمل کر لینا چاہیے۔ نیز جب یہ ایام ختم ہوں تو سحری کے بعد پاک صاف ہو سکتے ہیں یا سحری سے پہلے پاک ہونا ضروری ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 30؍ اپریل 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا: ''عورت کی اس فطرتی حالت کو قرآن کریم نے ''اَذًی'' یعنی تکلیف کی حالت قرار دیا ہے۔ اور اسلام نے اس کیفیت میں عورت کو ہر قسم کی عبادات کے بجالانے سے رخصت دی ہے۔ اس لیے جس وقت ایامِ حیض شروع ہو جائیں اسی وقت روزہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور ان ایام کے پوری طرح ختم ہونے پر اور مکمل طور پر پاک ہونے کے بعد ہی روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ نیز جو روزے ان ایام میں (بشمول آغاز اور اختتام والے دن کے) چھوٹ جائیں، ان روزوں کو رمضان کے بعد کسی وقت بھی پورا کیا جاسکتا ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 3 دسمبر 2021ء صفحہ نمبر 11)

غیرمعمولی علاقوں میں اوقات روزہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''بعض ممالک جہاں آج کل بائیس تیئیس گھنٹے کا دن ہے اور صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کی رات ہے وہ بھی رات نہیں بلکہ روشنی ہی رہتی ہے یا جھٹ پٹے کا وقت رہتا ہے اس لیے وہاں کی جماعتوں کو بتادیا گیا ہے کہ وقت کے اندازے کے مطابق اپنی سحری اور افطاری کے وقت مقرر کر لیں جو آج کل اکثر جگہ قریبی ملکوں کے اوقات پر محمول کر کے یا ان کے اوقات کا اندازہ رکھتے ہوئے تقریباً اٹھارہ انیس گھنٹے کا روزہ ہوگا۔ ان ملکوں میں اگر اس طرح نہ کیا جائے تو سحری اور افطاری کا کوئی وقت ہی نہیں ہوگا۔ نہ تہجد پڑھی جاسکے گی نہ ہی عشاء اور فجر کی نمازوں کے اوقات معیّن ہوسکیں گے۔ بہرحال ان علاقوں میں جو جماعتیں ہیں وہ اس کے مطابق عمل کرتی ہیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء صفحہ 5)

نماز تراویح کی حقیقت اور اس کی رکعات

نماز تراویح کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں تراویح کے متعلق عرض ہوا کہ جب یہ تہجد ہے تو بیس رکعات پڑھنے کی نسبت کیا ارشاد ہے کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی سنّت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہیں اور آپ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ (مناسب تو یہی ہے کہ تہجد کے وقت اُٹھ کے آٹھ رکعت پڑھا جائے لیکن اگر پہلی رات پڑھ لو تو پھر بھی جائز ہے) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے رات کے اوّل حصہ میں اُسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کی سنّت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 113) یہ جو بیس رکعات یا زیادہ رکعات والی باتیں ہیں یہ تو بعد کی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی سنّت آٹھ رکعت تہجد ہے''۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 3 جون 2016ء)

ایک حافظ جی نے بذریعہ خط استفسار کیا کہ میرے والد صاحب میری اقتدا میں نماز تراویح ادا کر سکتے ہیں؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب میں فرمایا:

''اسلام نے نماز باجماعت کی فرضیت صرف مردوں پر عائد فرمائی ہے اور عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا محض نفلی حیثیت قرار دیا ہے۔ اس لیے مردوں کی موجودگی میں کوئی عورت نماز باجماعت میں ان کی امام نہیں بن سکتی۔ آنحضور ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے کبھی کسی عورت کو مردوں کا امام مقرر نہیں فرمایا۔ اسی طرح اس زمانے کے حکم و عدل حضرت مسیح موعودؑ بھی جب کبھی کسی علالت کی وجہ سے گھر پر نماز ادا فرماتے تو باوجود علالت کے نماز کی امامت خود کراتے۔ پس نفل نماز ہو یا فرض، اگر کسی جگہ پر مرد اور عورتیں دونوں موجود ہوں تو نماز باجماعت کی صورت میں نماز کا امام مرد ہی ہوگا''۔

(الفضل انٹرنیشنل 23؍ ستمبر 2022ء صفحہ 11)

رمضان المبارک کا آغاز

امسال جرمنی میں رمضان المبارک کا آغاز 19 فروری سے ہو رہا ہے۔ ان بابرکت ایام میں ہمیں اپنا وقت عبادات، تلاوتِ قرآن، استغفار و دُرود اور دیگر دعاؤں میں گزارنا چاہیے۔ خدا کی راہ میں مالی قربانی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ جرمنی کے مختلف شہروں میں سحری اور افطاری کے اوقات معلوم کرنے کے لیے نیشنل شعبہ تربیت جرمنی کی ویب سائیٹ کے درج ذیل لنک سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

https://tarbiyyat.de/kampagne-events/ramadan-plan/

نیز رمضان کے فقہی مسائل کے حوالہ سے اردو اور جرمن زبان میں معلومات کے لیے درج ذیل لنک سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

https://tarbiyyat.de/wp-content/uploads/2022/03/Ramadan_UR-1.pdf

https://tarbiyyat.de/wp-content/uploads/2022/03/Ramadan_DE-1.pdf

مرتبہ: مکرم صفوان احمد ملک صاحب، آفس انچارج شعبہ تبلیغ

آگے بڑھتے رہو دم بدم دوستو

فرانکفرٹ

فرانکفرٹ کی تاریخی نور مسجد میں 8 جنوری 2026ء کو پروگرام Moschee im Dialog کے تحت ایک اہم بین المذاہب مجلسِ مذاکرہ منعقد ہوئی، جس کا موضوع تھا: ''کیا مذہب امن کا سرچشمہ ہے یا تفرقہ اور نفرت کا سبب؟''۔ پروگرام کی سوشل میڈیا کے ذریعے تشہیر کی گئی اور مقررین کے تعارفی ویڈیوز شائع کیے گئے۔ پینل میں مختلف طبقات کی نمائندگی کو یقینی بنایا گیا، جن میں لامذہبی مکالمہ گروپ Gottlosenstammtisch کی نمائندہ محترمہ Johanna Steinbach، مصنف ڈاکٹر Spittstößer صاحب، مکرم طارق ہیوبش صاحب اور مکرم عدیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ شامل تھے۔ ماڈریٹر کے فرائض مکرم فہیم احمد صاحب (روڈل ہائم) نے ادا کیے۔ نشست میں مجموعی طور پر 24 مہمان شریک ہوئے۔ بحث کے دوران مذہب کے سماجی کردار، قیامِ امن اور اختلافات کے اسباب پر سنجیدہ اور احترام پر مبنی گفتگو ہوئی۔ شرکاء کی بڑی تعداد نے پروگرام کو مثبت اور معلوماتی قرار دیا اور بہت اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ بعض مہمانوں نے انتظامیہ کی مہمان نوازی کا خاص ذکر کیا۔ محترمہ Johanna Steinbach جو پہلی مرتبہ مسجد آئی تھیں نے کہا کہ انہیں اندازہ نہ تھا کہ مسجد کا ماحول اتنا خوبصورت اور پُرسکون ہوگا۔

27 دسمبر کو فرانکفرٹ کے مرکزی علاقہ Zeil میں اسلام نمائش کا انعقاد کیا گیا۔ معاونین نے تین خیموں کے اندر نمائش کو زائرین کے لئے تیار کیا۔ لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیے پوسٹرز کو نہایت موزوں جگہ پر نصب کیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی نظر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصویر پر پڑے۔ قرآن کریم اور امن کی اسلامی تعلیمات سے متعلق پوسٹر بھی لگائے گئے۔ تقریباً 9 میٹر چوڑی گزرگاہ بنائی گئی تاکہ آنے اور جانے والے مہمان مرحلہ وار نمائش دیکھ سکیں۔ پروگرام کے دوران سارا وقت لیف لیٹس کی تقسیم جاری رہی اور متعدد راہگیروں سے گفتگو کرنے کی توفیق ملی۔ سردی کے پیشِ نظر گفتگو کرنے والے زائرین کو گرم چائے بھی پیش کی گئی۔

چند مسلمان نوجوان حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کے پاس رکے، تصویر کو غور سے دیکھا اور آگے بڑھ گئے۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ہماری ٹیم نے ان سے گفتگو کی اور پوچھا کہ کیا وہ اس شخصیت کو جانتے ہیں؟ اس پر انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ایک بار پھر اُن کی توجہ حضرت اقدس کے چہرہ مبارک کی طرف کی گئی اور پوچھا گیا کہ اس شخصیت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے بےساختہ کہا کہ یہ کوئی عظیم اور صاحبِ علم شخصیت معلوم ہوتی ہے۔ جب پوچھا گیا کہ کیا یہ شخص جھوٹا ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے انکار کیا۔ اس پر ان سے تفصیلی گفتگو ہوئی اور حضرت مسیح موعودؑ کا تعارف کروایا گیا۔

متعدد مسلمانوں نے بھی ہماری نمائش کو دیکھا اور خوشی کا اظہار کیا۔ بعض کا تعلق افغانستان اور دیگر مسلم ممالک سے

باقی صفحہ 47 پر

اُصول حدیث

مکرم مولانا شبیر احمد ثاقب صاحب

اُصولِ حدیث بیان کرنے سے پہلے یہ امر بیان کرنا ضروری ہے کہ اسلام کا آغاز جس ملک سے ہوا اس کی تاریخ کے بنیادی ماخذ کیا ہیں۔

تاریخِ عرب کے ابتدائی ماخذ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں: اسلام کا آغاز ایک ایسے زمانے سے تعلق رکھتا ہے جو اکثر ملکوں کے لیے ایک غیر تاریخی زمانہ تھا جبکہ نہ صرف ابھی مطبع کی ایجاد عالمِ وجود میں نہیں آئی تھی بلکہ فنِ تحریر و تصنیف بھی ابھی بالکل ابتدائی مراحل میں تھا... یہ وہ زمانہ تھا جبکہ اکثر اقوامِ عالم فنِ تصنیف سے بالکل ناآشنا تھیں... گو اسلام سے پہلے بھی عرب میں بعض پڑھے لکھے لوگ پائے جاتے تھے مگر ان کا مبلغِ علم محض نوشت و خواند تک محدود تھا... بے شک بعض قدیم اقوامِ عرب کے آثار و کتبات موجود ہیں لیکن عرب جیسے ملک کی تاریخ کے لیے یہ ماخذ کسی صورت میں مربوط اور تفصیلی معلومات کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ دوسرے درجہ پر ان قوموں اور حکومتوں کا ریکارڈ ہے جو اُس زمانے میں عرب کے پہلو میں واقع تھیں... ان حکومتوں کی تاریخ میں کہیں کہیں عرب کا ذکر بھی آجاتا ہے... اس ذیل میں یہودی اقوام کی تاریخ اور بائیبل کا نام بھی لیا جاسکتا ہے جن میں کہیں کہیں عرب کے متعلق اشارات پائے جاتے ہیں۔ تیسرے درجہ پر خود عرب کی اندرونی روایات ہیں اور دراصل عرب کی تاریخ قبل از اسلام کے لیے یہی روایات بطور بنیاد کے ہیں۔ عرب میں فنِ تحریر و تصنیف کا رواج نہیں تھا لیکن زبانی روایات کو سینہ بہ سینہ محفوظ رکھنے کی طرف عام توجہ تھی اور اس غرض کے لیے عربوں کا حافظہ اس غضب کا تھا کہ اس کی مثال کسی دوسری قوم میں نظر نہیں آتی۔...

ہر قبیلہ میں ایک خاص طبقہ ایسے لوگوں کا ہوتا تھا جو اپنے قبیلہ بلکہ آس پاس کے ہمسایہ قبیلوں کی تاریخ کو بھی پوری صحت اور وفاداری کے ساتھ یاد رکھتے تھے۔ اس فن کو عربوں میں علمِ انساب کہتے تھے... یہ علم ایک نسل سے دوسری نسل تک اور دوسری سے تیسری تک چلتا جاتا تھا... ایک خاص ذریعہ قدیم تاریخ عرب کی حفاظت کا اشعار بھی ہیں۔ ہر قبیلہ میں کوئی نہ کوئی شاعر ہوتا تھا جو اپنے قبیلہ کے خاص خاص حالات کو اپنے اشعار میں محفوظ رکھتا تھا۔ اور عربوں کی عادت تھی کہ ان اشعار کو یاد رکھتے اور اپنی مجالس میں سُناتے رہتے تھے۔ زمانہ جاہلیت کے شعراء میں امرؤالقیس، نابغہ ذبیانی، زہیر، طرفہ، علقمہ، عمرو بن کلثوم، امیہ بن ابی صلت، کعب بن زہیر، لبید، حسّان بن ثابت، خنساء معروف ہیں۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ 4)

اسلام کی آمد سے عرب کی تاریخ میں ایک بالکل نئے باب کا آغاز ہوا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی آواز نے عرب کی سوئی ہوئی طاقتوں کو اس طرح بیدار کر دیا تھا جیسے ایک گہری نیند سویا ہوا شخص کسی اچانک شور سے چونک کر بیدار ہو جائے اور اس وقت سے عرب کی تاریخ میں بھی ایک انقلابی صورت پیدا ہو گئی۔

اسلامی تاریخ کا سب سے اوّل، مضبوط اور اپنی ثقاہت میں درجۂ کمال کو پہنچا ہوا ماٴخذ قرآن کریم ہے جو آنحضور ﷺ پر بصورت وحی نازل ہوا جو کہ 23 سالہ دورِ نبوّت پر پھیلا ہوا ہے۔ الہام سے ہی آپ کے دعویٰ کی ابتداء ہوئی اور قرآن کریم کا آخری حصّہ اس وقت

نازل ہوا جبکہ آپ کی وفات بالکل قریب تھی۔ قرآن کریم کا ایک ایک لفظ ایک ایک حرف خدا کا کلام اور اپنی اصل صورت میں محفوظ ہے۔ خدا نے یہ کلام نازل کیا اسی نے اس کی حفاظت کی جیسا کہ فرمایا: إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (القیامۃ:18) یقیناً اس کا جمع کرنا اور اس کی تلاوت ہماری ذمہ داری ہے۔ اور إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر:10) یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اُتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا یہ طریق تھا کہ جو جو آیات نازل ہوتی جاتی تھیں انہیں ساتھ ساتھ لکھواتے جاتے اور خدا تعالیٰ کی راہنمائی میں ان کی ترتیب بھی خود مقرر فرماتے۔ (سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ 6)

جن صحابہ سے کاتبِ وحی کا کام لیا جاتا تھا ان میں زیادہ معروف حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ، حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ ہیں۔ (فتح الباری، جزء9، صفحہ 19)

تحریر کے ساتھ قرآن کریم کے حفظ کرانے کا ایسا انتظام تھا کہ نزول کے ساتھ ساتھ صحابہ کی ایک جماعت مقرر کردہ ترتیب کے مطابق حفظ کرتی جاتی تھی۔ ابتدائے اسلام سے ہی قرآن شریف کا متن ہر قسم کی تحریف اور دست بُرد کے خطرہ سے محفوظ ہو گیا تھا جس کا اعتراف عیسائی محققین نے بھی کیا۔ چنانچہ سر ولیم میور لکھتے ہیں:

''اس بات کی پوری پوری اندرونی اور بیرونی ضمانت موجود ہے کہ قرآن اب بھی اُسی شکل وصورت میں ہے جس میں کہ محمدؐ نے اُسے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا... ہم یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت محمدؐ سے لے کے آج تک اپنی اصلی اور غیر محرّف صورت میں چلی آتی ہے''۔

(لائف آف محمد دیباچہ بحوالہ سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ 8)

جرمنی کا مشہور مستشرق نولڈکے لکھتا ہے: ''آج کا قرآن بعینہٖ وہی ہے جو صحابہ کے وقت میں تھا''۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا، زیر لفظ قرآن، بحوالہ سیرت خاتم النبیین صفحہ 8)

الغرض آنحضرت ﷺ کی سیرت و سوانح کے لیے قرآن شریف کو وہ پوزیشن حاصل ہے جو دُنیا کی کسی کتاب کو دنیا کے کسی اور فرد کے متعلق حاصل نہیں ہے۔

تاریخ اسلام کا ایک مأخذ وہ روایات ہیں جو بصورت حدیث یا تفسیر یا سیرت و مغازی ابتدائے اسلام میں ایک منظم سلسلہ روایت کے ذریعہ صحابہ سے تابعین تک اور تابعین سے تبع تابعین تک اور تبع تابعین سے ان کے بعد آنے والے لوگوں تک پہنچیں اور پھر باقاعدہ کتابوں کی صورت میں ضبطِ تحریر میں آکر ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوگئیں۔ اس ذخیرہ کا پایہ بھی دوسری اُمتوں کی تاریخ کے مقابلہ پر بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو ایک ایسی جماعت عطا فرمائی تھی جس نے اپنے اخلاص اور جوشِ محبّت میں آپ کی ہر حرکت وسکون کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا۔ تاریخ میں صحابہ کے اقوال پڑھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کس طرح اپنے آقا کی ہر حرکت وسکون کو لوحِ تاریخ پر ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ آنحضرت ﷺ کس طرح سوتے تھے اور کس طرح جاگتے تھے۔ کس طرح کھاتے تھے کس طرح ہنستے تھے اور کس طرح روتے تھے۔ کس طرح خوش ہوتے تھے اور کس طرح ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے۔ کس طرح گھر میں رہتے تھے اور کس طرح سفر میں وقت گذارتے تھے۔ غرض آپ کی زندگی کا ہر پہلو اپنی پوری پوری تفصیل میں ہمارے سامنے محفوظ ہے۔

روایت بیان کرنے کا طریق مسلمانوں میں اس طرح رائج تھا کہ نیچے کے راوی سے شروع ہو کر درجہ بدرجہ ہر راوی کا نام لیتے ہوئے اوپر کو چلتے جاتے تھے حتیٰ کہ روایت آنحضرت ﷺ پر جاکر ختم ہو جاتی۔

روایت ودرایت کے اُصول

یہ دیکھنا کہ جو واقعہ ہم تک پہنچا ہے، اس کی صحت کے متعلق بیرونی شہادت کیسی ہے یعنی جس واسطہ سے وہ ہم تک پہنچا ہے وہ واسطہ کس حد تک قابلِ اعتماد ہے۔ یہ وہ بنیادی اصول ہیں جو مسلمانوں نے اپنے ہر روایتی اور تاریخی علم کی پڑتال کے لیے ایجاد کئے اور ابتدائے اسلام سے ان کا اس پر عمل رہا ہے۔ روایت کے اصول درج ذیل ہیں۔

1۔ راوی معروف الحال ہو۔ 2۔ راوی صادق القول اور دیانتدار ہو۔ 3۔ بات کو سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ 4۔ اس کا حافظہ اچھا ہو۔ 5۔ اُسے مبالغہ کرنے یا خلاصہ نکال کر رپورٹ کرنے یا روایت میں کسی اور طرح تصرف کرنے کی عادت نہ ہو۔ 6۔ روایتِ بیان کردہ میں راوی کا کوئی اپنا ذاتی تعلّق نہ ہو جس کی وجہ سے یہ خیال کیا جاسکے کہ اس کی روایت متاثر ہوسکتی ہے۔ 7۔ دو اُوپر نیچے کے راویوں کا آپس میں ملنا زمانہ یا حالات کے لحاظ سے قابلِ تسلیم ہو۔ 8۔ روایت کی تمام کڑیاں محفوظ ہوں۔ 9۔ مذکورہ بالا اوصاف کے ماتحت کسی روایت کے راوی جتنے زیادہ معتبر اور قابلِ اعتماد ہوں گے اتنی ہی وہ روایت زیادہ پختہ سمجھی جائے گی۔ 10۔ ایک روایت کے متعلق معتبر راویوں کی تعداد جتنی زیادہ ہو گی اتنی ہی وہ روایت زیادہ مضبوط قرار دی جائے گی۔

درایت کے اصول درج ذیل ہیں۔

1۔ روایت کسی معتبر اور مستند عصری ریکارڈ کے خلاف نہ ہو۔ اس اصل کے ماتحت ہر روایت جو قرآن شریف کے خلاف ہے قابلِ ردّ ہوگی۔ 2۔ کسی مسلّمہ اور ثابت شدہ حقیقت کے خلاف نہ ہو۔ 3۔ کسی دوسری مضبوط تر روایت کے خلاف نہ ہو۔ 4۔ کسی ایسے واقعہ کے متعلق نہ ہو کہ اگر وہ صحیح ہے تو اس کے دیکھنے یا سُننے والوں کی تعداد یقیناً زیادہ ہونی چاہیئے، لیکن پھر بھی اس کا راوی ایک ہی ہو۔ 5۔ روایت میں کوئی اور ایسی بات نہ ہو جو اسے عقلاً یقینی طور پر غلط یا مشتبہ قرار دیتی ہو۔

(فتح المغیث از حافظ زین الدین بحوالہ سیرت خاتم النبیین، صفحہ 11،12)

یہ وہ اصول ہیں جو مسلمان محققین نے روایات کی چھان بین کے لیے آغازِ اسلام میں مقرر کئے اور انہی کے مطابق وہ اپنی روایات کی تحقیق وتدوین کرتے رہے ہیں۔

روایات کا قلم بند ہونا

گو اُصولِ روایت کے لحاظ سے کسی روایت کا لکھا ہوا ہونا ضروری نہیں ہے اور اسلامی روایات میں ایک بڑا حصہ

ایسی روایتوں کا شامل ہے جو کم از کم ابتداء میں صرف زبانی طور پر سینہ بہ سینہ مروی ہوئی ہیں لیکن دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ابتدائے اسلام سے ہی بعض راویوں کا یہ طریق رہا ہے کہ جو حدیث بھی وہ سنتے تھے یا جو روایت بھی ان تک پہنچتی تھی اسے وہ فوراً لکھ کر محفوظ کر لیتے تھے اور جب کسی کو آگے روایت سُناتے تھے تو اس لکھی ہوئی یادداشت سے پڑھ کر سُناتے تھے۔ اس قسم کے لوگ صحابہ کرامؓ میں بھی پائے جاتے تھے اور بعد میں بھی۔ بلکہ بعد میں جُوں جُوں علم ترقی کرتا گیا اور فنِ تحریر پھیلتا گیا، ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی گئی۔ حتیّٰ کہ اس زمانہ میں آ کر جب کہ روایات کتابی صورت میں جمع ہونے لگیں اور موجودہ کتب حدیث وغیرہ کے مجموعے عالم وجود میں آنے شروع ہوئے۔ اس کا باقاعدہ آغاز دوسری صدی ہجری سے سمجھا جا سکتا ہے، روایات کو لکھ کر محفوظ کر لینے کا طریق عام طور پر رائج ہو چکا تھا۔ اس کی ابتداء آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہو چکی تھی اور یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ صحابہ میں ایسے لوگ موجود تھے جو آنحضرت ﷺ کی احادیث اور روایات کو لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے چنانچہ ترمذی میں یہ روایت آتی ہے ... ایک دفعہ ایک انصاری شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! میں آپ کی باتیں سنتا ہوں مگر مجھے وہ یاد نہیں رہتیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم اپنے دائیں ہاتھ کی مدد حاصل کر کے میری باتوں کو لکھ لیا کرو۔

(ترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الرخصۃ فیہ)

اس سے پتہ چلا آنحضرت ﷺ خود تحریک فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو میری باتیں یاد نہ رہتی ہوں، وہ انہیں لکھ کر محفوظ کر لیا کرے۔ حدیث میں صراحت کے ساتھ یہ ذکر آتا ہے کہ بعض صحابی آنحضرت ﷺ کی حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے چنانچہ روایت آتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے جو بھی سنتے تھے وہ لکھ لیا کرتے تھے۔ اس پر بعض لوگوں نے انہیں منع کیا کہ آنحضرت ﷺ کبھی خوش ہوتے ہیں کبھی غصّہ میں ہوتے ہیں، تم سب کچھ لکھتے جاتے ہو۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمروؓ نے اس پر لکھنا چھوڑ دیا، لیکن جب آنحضرت ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا الْحَقُّ یعنی تم بے شک لکھا کرو کیونکہ خدا کی قسم میری زبان سے جو کچھ نکلتا ہے حق اور راست نکلتا ہے۔ (ابو داؤد کتاب العلم باب کتابۃ العلم)

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمروؓ آپؐ کی باتیں لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ بخاری میں اس واقعہ کی تصدیق ایک اور طرح سے ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے کسی صحابی کی مجھ سے زیادہ حدیث محفوظ نہیں ہے سوائے عبداللہ بن عمروؓ کے فَاِنَّهٗ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا اَكْتُبُ کیونکہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور مَیں نہیں لکھتا تھا۔

(بخاری، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم)

حضرت علیؓ کے پاس بھی آنحضرت ﷺ کی کچھ احادیث لکھی ہوئی موجود تھیں (بخاری کتاب العلم) فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے ایک خطبہ دیا۔ اس پر ایک یمنی شخص نے آگے بڑھ کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ خطبہ مجھے لکھ دیجئے۔ فرمایا اُكْتُبُوْا لِاَبِيْ فُلَانٍ یعنی فلاں کو یہ لکھ کر دے دو۔ (بخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم)

آنحضرت ﷺ کے خطوط جو بعض بادشاہوں کو آپ نے لکھے، معاہدات جیسے میثاقِ مدینہ اور دیگر قبائل سے جو معاہدات ہوئے وہ بھی تحریری تھے۔ غرض آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہی احادیث کا ایک ذخیرہ تحریری صورت میں محفوظ ہو گیا۔ پھر صحابہ کے زمانے میں بعض نسخے تیار ہوئے جیسے

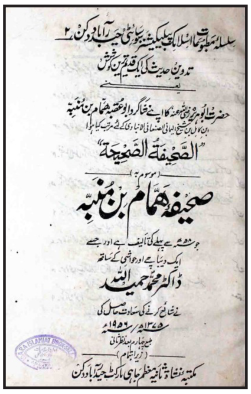
سلسلہ مطبوعات اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی حیدرآباد دکن ۲

تدوینِ حدیث کی ایک قدیم ترین کوشش

یعنی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنے شاگرد ابو عقبہ ہمام بن منبہ

ابن کامل بن شیخ الیمانی الصنعانی الابناوی کے لئے مرتب کیا ہوا

"الصحیفۃ الصحیحۃ"

(موسوم بہ)

صحیفہ ہمام بن منبہ

جو ۵۸ھ سے پہلے کی تالیف ہے اور جسے

ایک دیباچے اور حواشی کے ساتھ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ

نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی

سنہ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء

طبع چہارم بعد نظر ثانی

(زیر اہتمام)

مکتبہ نشاۃ ثانیہ معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد دکن

حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد ہمام بن منبہ کے پاس حضرت ابوہریرہؓ کی روایات کا مجموعہ تھا جو آج بھی صحیفہ ہمام بن منبہ کے نام سے محفوظ ہے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ لکھتے ہیں: علم حدیث کے متعلق پہلی مستقل اور قابل اعتبار تصنیف امام مالک بن انسؒ کی ہے جس کا نام مؤطا ہے۔ امام مالکؒ 95 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کے تیرہ سو شاگرد تھے جن میں امام ابوحنیفہ،

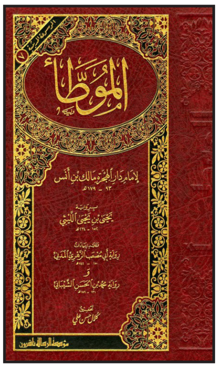

امام شافعی، امام محمد اور تمام وہ بڑے بڑے علماء ہیں جن سے امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد طیالسیؒ، ترمذیؒ اور نسائیؒ نے حدیث کا درس سبقاً سبقاً لیا۔

(صحیح بخاری، دیباچہ صفحہ 28 از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ)

امام بخاریؒ نے علم حدیث کی تاریخ تدوین کا ذکر کتاب العلم کے ذیل میں اس طرح کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو سب سے پہلے احادیث کے ضبط تحریر میں لانے اور محفوظ کرنے کا فکر ہوا اور انہوں نے اس کے لئے محمد بن شہاب زہری کو چنا جو تابعی اور علمائے مدینہ میں سے چوٹی کے عالم اور فقیہ تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ صحابہ کرام یکے بعد دیگرے رخصت ہو رہے ہیں اور ایسا نہ ہو کہ خود غرض جاہل لوگ اپنی طرف سے غلط مسائل بنا کر لوگوں کو گمراہ کر دیں۔ آپ کو خوف پیدا ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ خاندان بنی امیہ کے دشمنوں نے مخفی سوسائیٹیاں قائم کر کے اپنے نمائندے مختلف جگہوں میں بھیجے جنہوں نے سیاسی اغراض کی خاطر روایتوں میں تصرف کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں احادیث کے مخدوش ہونے کا خطرہ پیدا ہوا اور معاً اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی تدوین وحفاظت کی تحریک پیدا کر دی۔ نتیجۃً دوسری صدی کے نصف تک کئی کتابیں تابعین کی روایات اور ان کے نوشتوں کی بناء پر احادیث کے متعلق لکھی گئیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے محمد بن شہاب زہری کے علاوہ اپنے عمّال کو بھی یہ حکم بھیجا۔ نیز ابوبکر بن حزم انصاری (تابعی) کو بھی جو اس وقت مدینہ کے قاضی تھے۔ بعض محققین کے نزدیک عبدالملک بن جریج بصری، ربیع بن صبیح، ابو نصر سعید بن ابی عروبہ امام زہری سے پہلے احادیث کو کتابوں کی صورت میں جمع کر چکے تھے مگر یہ کتابیں ناپید ہیں۔ اس

لیے امام سیوطیؒ اور علامہ مقریزیؒ کی تحقیق کی رو سے امام زہریؒ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے احادیث کو کتابی صورت میں جمع کیا۔ مگر یہ کتاب بھی ناپید ہے جس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس سے بہتر کتاب مؤطا امام مالک معرض وجود میں آ گئی تھی۔ امام مالک نے محمد بن شہاب زہری، یحییٰ بن سعید انصاری، محمد بن منکدر، جعفر صادق، ہشام بن عروہ اور محمد بن یحییٰ انصاری سے جو آپ کے ہم عصر تابعین تھے احادیث اخذ کیں۔ خصوصاً امام زہریؒ سے جن کا اکثر حوالہ ان کی کتاب مؤطا میں پایا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح کو یحییٰ بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ اور محمد بن شہاب زہری کی روایتوں سے شروع کیا ہے۔

امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں ان چند ایک ضروری اسباب کا ذکر کیا ہے جو احادیث کی صحت اور ان کی حفاظت کا اصل سبب ہوئے۔ ان میں سے اول وہ عاشقانہ تعلق ہے جو صحابہ کرامؓ کو آنحضرت ﷺ سے تھا۔ وہ آپ کے قول و فعل پر ہر وقت نظر رکھتے اور آپ کے تمام حرکات و سکنات کی پیروی کرنا اپنی نجات کا باعث یقین کرتے تھے۔ دوم: صحابہ کرامؓ کا آنحضرت ﷺ کی باتیں سننے اور یاد کرنے کا انتہائی شوق یہاں تک کہ بھوک پیاس کا بھی خیال نہ رکھتے۔ سوم: آنحضرت ﷺ کا صحابہ کرامؓ کی تعلیم کے متعلق اہتمام رکھنا۔ چہارم: آپ کا دلنشین انداز اور سیدھے سادے پیرایہ میں بات بیان کرنا اور بار بار اسے دہرانا تاکہ آپ کی باتیں ان کے دل و دماغ میں راسخ ہو جائیں۔ پنجم: صحابہ کرامؓ کا تحصیل علم کے لئے آپ کے پاس دور و نزدیک سے آنا اور آپ کے اردگرد اور آپ کے سامنے ادب اور خاموشی اور توجہ سے سننے کے لئے بیٹھنا۔ ششم: آپ کا صحابہ کرامؓ کو خاموشی سے سننے، سیکھنے اور حفظ کرنے کی ترغیب و تحریص دلانا۔

(مقدمہ صحیح بخاری شاہ صاحب منکرین حدیث کا ردّ)

امام بخاریؒ کا زمانہ تیسری صدی کا ہے جو آنحضرتؐ کی پیشگوئی خیر القرون کے مطابق نسبتاً اچھا زمانہ تھا اور تابعین کثرت سے موجود تھے جنہوں نے صحابہ سے جو ورثہ پایا اس کے وہ بہترین امین تھے مگر اس دور میں بڑی تعداد میں روایتیں وضع بھی کی جا رہی تھیں اس لیے صحیح احادیث کی تلاش و تحقیق میں محققین کو پانچ لاکھ اشخاص کے حالات کی تحقیق میں سرگردان ہونا پڑا۔ سپرنگر جیسے مستشرق نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ راویوں کی جانچ پڑتال میں محدثین نے انتہا کی طاقت صَرف کی اور ایسے معیار تجویز کیے کہ ان سے بڑھ کر صادق اور کاذب کے درمیان تمیز کرنے کا کوئی معیار تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس فن کے ہراول دستے میں یحییٰ بن سعید القطان اور ابن المدینی ہیں جو اعلیٰ درجہ کے نقّاد مانے گئے ہیں۔ ان کے بعد عقیلی احمد بن عبد العجلی عبد الرحمٰن بن حاتم جیسے علماء فن ہیں۔ ان متقدّمین کے ثمرات محنت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چھٹی، ساتویں، آٹھویں اور نویں صدی میں علامہ محب الدین بغدادی، ابنِ جوزی، امام ابنِ حجر اور ذھبی نے فن اسماء الرجال میں ضخیم کتابیں لکھیں۔ امام بخاریؒ کی کتاب تاریخ کبیر اور تاریخ صغیر اسی غرض کے لیے لکھی گئیں۔

(مقدمہ صحیح بخاری شاہ صاحب صفحہ 21، 22)

محدثین نے یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ آیا صحابہ کرامؓ سے جو باتیں آنحضرت ﷺ کے کلمات طیبہ میں سے مروی ہیں وہ لفظاً و معناً بھی وہی ہیں جو آپ نے فرمائے یا یہ کہ ان کی روایت میں الفاظ کا نہیں بلکہ صرف معانی کا ہی اہتمام کیا گیا ہے۔ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے آنحضرت ﷺ کا قول روایت کرتے وقت الفاظ اور معانی دونوں کا خیال رکھا۔ الفاظ کے متعلق ان کی احتیاط کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ روایت میں جہاں کسی لفظ کے متعلق شک ہوا تو اس کا اظہار کیا گیا کہ یہ لفظ کہا یا یہ لفظ۔ (بخاری، کتاب العلم) ایسا ہی تابعین نے بھی اور تابعین سے روایت کرنے والوں نے بھی اس کا پورا خیال رکھا... امام بخاریؒ کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ صحابہ نے آنحضرت ﷺ کے الفاظ پہنچانے میں الفاظ اور معانی دونوں کی صحت کا پورا پورا اہتمام کیا۔ امام مالک اور امام شافعی روایت بالمعنیٰ کو مطلقاً جائز نہیں سمجھتے (فتح المغیث صفحہ 276) اور یہ دونوں امام احادیث کے محفوظ کرنے میں بطور پیش رو اور ہراول کے ہیں۔ امام بخاریؒ نے بھی ان کے مذہب کی تائید کی ہے۔

(مقدمہ صحیح بخاری شاہ صاحب صفحہ 26)

صحیح احادیث میں سب سے پہلی تصنیف الجامع الصحیح المسند البخاری ہے اور دوسرے نمبر پر صحیح مسلم ہے۔ دونوں صحیحین کے نام سے معروف ہیں۔ بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ کو کم و بیش چھ لاکھ روایتیں مع ان کی اسناد کے یاد تھیں جن میں سے بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد انہوں نے اپنی تصنیف میں چار ہزار مستند روایتیں منتخب کیں۔ ان میں سے 2761 صحابہ کرام کی موصول روایتیں ہیں یعنی ان کا سلسلہ اسناد براہ راست آنحضرت ﷺ تک پہنچتا ہے اور اگر مکرّر روایات کو ساتھ شامل کیا جائے تو کُل 7397 بنتی ہیں اور اگر مختلف حوالہ جات کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ کُل 9082 بنتی ہیں۔ یہ تعداد امام ابنِ حجر عسقلانیؒ کے حساب کے مطابق ہے۔ امام بخاریؒ کو صحیح و مستند روایات کے تفحص و تحقیق میں سولہ سال لگے۔ ان کی تحقیق کے مطابق جب کسی روایت کی صحت ثابت ہو جاتی تو وہ دو رکعت پڑھ کر دعائے استخارہ کرتے اور اس کے بعد وہ روایت اپنی کتاب میں درج کر لیتے۔ (ہدیہ الساری، مقدمہ فتح الباری صفحہ 683) ان کے کاتب محمد ابو حاتم کہتے ہیں وہ ان کے ساتھ سفر و حضر میں رہتے، رات کو امام موصوف بعض اوقات پندرہ پندرہ بیس بیس مرتبہ اُٹھتے، دِیا جلاتے اور احادیث کے متعلق کچھ نوٹ کرتے اور پھر لیٹ جاتے۔

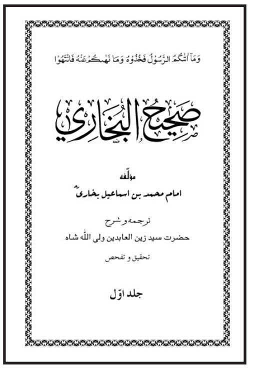

(مقدمہ فتح الباری، صفحہ 673)

امام بخاریؒ نے روایات کے بحرِ ذخّار میں سے انتخاب کے وقت اس قاعدہ کلیہ کو بطور معیار رکھا۔ روایت زیرِ تحقیق کی قرآن مجید اور سنّت نبویہ سے تائید حاصل ہو۔ علّامہ ابن حجرؒ نے امام بخاریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تک مجھے صحابہ اور تابعین کی تاریخ ولادت و وفات اور جائے پیدائش کا علم نہ ہو جاتا میں کسی صحابی یا تابعی کی روایت درج نہ کرتا۔ (مقدمہ صحیح بخاری از ولی اللہ شاہ صاحب صفحہ 18، 19)

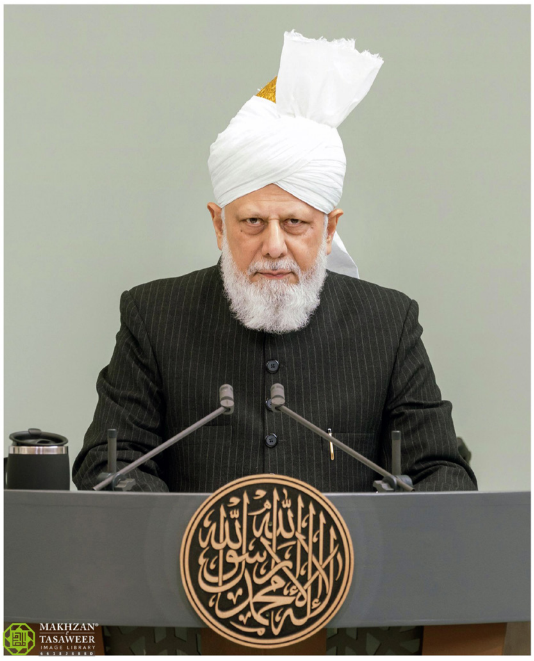

سب سخن کے جام بھرتے ہیں اِسی سرکار سے

مرتبہ: مکرم سید سعادت احمد صاحب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مجالسِ عرفان اور خطوط میں دیے گئے علمی و تنظیمی سوالات کے جوابات میں سے انتخاب

☆ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ورجینیا ریجن کی 6 دسمبر 2025ء کو ہونے والی ایک ملاقات کے دوران ایک خادم نے حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں راہنمائی کی عاجزانہ درخواست پیش کی کہ اگر قریبی رشتہ داروں کی طرف سے ناانصافی یا تکلیف پہنچی ہو اور وہ ذہنی دباؤ کا باعث بن رہی ہو تو اُس کو دُور کرنے کے لیے کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے؟

اس پر حضورِانور نے دعا اور معاملہ فہمی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے تلقین فرمائی کہ اُن کے لیے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے، سمجھ دے اور اپنے لیے بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے برداشت کی طاقت دے اور ان سے Directly جا کے پوچھو کہ آپ کو تکلیف دینے کی کیا وجوہات ہیں تا کہ تکلیف دُور ہو۔ حضورِانور نے بھائی چارے کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے باہم اتفاق سے رہنے اور صلح کی عادت ڈالنے کی جانب توجہ دلائی کہ ہمیں آپس میں مل بیٹھ کے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں فرماتا ہے کہ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے رحم کا سلوک کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ مومن بھائی بھائی ہیں۔ تو اِس طرح مل جل کے رہنا چاہیے، اگر علیحدہ رہے تو جو دوسرے لوگ ہیں وہ فائدہ اُٹھائیں گے اور ہماری اَور زیادہ لڑائیاں ہوتی رہیں گی۔ تو ناراض نہ ہوا کرو اور صلح کی عادت ڈالو۔

(الفضل انٹرنیشنل 18 دسمبر 2025ء)

☆ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ورجینیا ریجن کے ایک وفد کی 29 دسمبر 2025ء کو ملاقات کے دوران ایک خادم نے حضورانور کی خدمتِ اقدس میں اپنی خاندانی نسبت کی بابت عرض کیا کہ وہ مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کا پوتا ہے، نیز عرض کیا کہ کیا پیارے حضور ان کے ساتھ وابستہ کوئی یادیں بیان فرما سکتے ہیں، علاوہ ازیں ذاتی تربیت کے حوالے سے بھی راہنمائی کی درخواست پیش کی کہ وہ کس طرح ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسلام احمدیت کا ایک مخلص خادم بن سکتا ہے؟

اس پر حضورانور نے مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کے حوالہ سے فرمایا کہ مَیں نے ان کے ساتھ کام تو نہیں کیا۔ اگرچہ مَیں نے کچھ وقت گھانا میں گزارا ہے، لیکن جب مَیں وہاں گیا تو وہ پہلے سے ہی جا چکے تھے۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے اور مَیں نے سُنا ہے کہ وہ بڑے Devoted واقفِ زندگی تھے۔ پوری طرح انہوں نے کام کیا ہے، اس کے بعد شاید جرمنی میں بھی رہے ہیں اور ہر جگہ انہوں نے بڑی اچھی طرح کام کیا۔ حضورانور نے ان کی ذاتی عبادت، دعا اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دوسری بات یہ ہے کہ ایک اُن کا وصف یہ تھا جو مَیں نے سنا ہے کہ وہ روزانہ نمازِ تہجد پڑھتے تھے اور جماعت، لوگوں اور اپنے کام کے لیے دعا کرتے تھے۔ اسی ضمن میں پھر خادم کو تلقین فرمائی کہ ایک Firm Belief ہونا چاہیے اور اگر تمہارا اللہ تعالیٰ کے اُوپر Firm Belief ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی نیک بنائے اور مَیں جماعت کا صحیح طرح کام کر سکوں۔ اور Sincere ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر پوری طرح Trust ہونا چاہیے اور وہ ان میں تھا۔ علاوہ ازیں حضورانور نے صبر، توکّل اور نامساعد حالات کے بالمقابل ثابت قدمی کی مثال بیان کرتے ہوئے راہنمائی فرمائی کہ جیسے بھی حالات تھے، Economic حالات بڑے اچھے نہیں تھے، وہاں سے Economically ان دنوں میں گھانا Deteriorate کر رہا تھا اور آہستہ آہستہ اس کی Situation بہت زیادہ خراب ہو رہی تھی لیکن انہوں نے کبھی شکوہ نہیں کیا اور مَیں نے جہاں تک ان کو تھوڑا بہت دیکھا کہ ہمیشہ وہ ہنستے مسکراتے بات کرتے تھے اور اللہ پر بڑا توکّل تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا بھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ آج اس مقام پر کھڑے ہیں اور سارے بچے ان کے بڑے پڑھے لکھے ہیں اور سب کچھ ہے۔ اِسی

طرح جواب کے آخر میں حضورِانور نے سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں اسلام احمدیت کا ایک مخلص خادم بننے کے حوالے سے ان ضروری امور پر زور دیا کہ اللہ پر توکّل، نمازیں، دُعا اور ایک بڑا Firm Faith ہو اور جو کام کرنا ہے، اس کے لیے Determination ہو، تو سب ہو جاتا ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ دنیا میں سیاسی ناانصافی کے خلاف ہم کیسے آواز اُٹھا سکتے ہیں اور انسانی حقوق کی حمایت کیسے کر سکتے ہیں؟

اس پر حضورِانور نے ناانصافی کے خلاف عالمی سطح پر آواز بلند کرنے کے حوالے سے، جماعت احمدیہ کی جدوجہد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جتنی ہماری پہنچ ہے اتنا تو ہم کر رہے ہیں۔ جہاں تک میری پہنچ ہے، مَیں جا کے کر دیتا ہوں اور جہاں تک آپ کی پہنچ ہے، تو آپ کرتے رہیں۔ آپ کے امریکہ میں بھی، جب Capitol Hill میں مجھے تھوڑا سا موقع ملا تھا تو وہاں بھی مَیں نے جا کے یہی کہا تھا۔ ایک سینیٹر مجھے بعد میں آ کے کہنے لگا کہ تم نے جس طرح آرام سے باتیں کر دی ہیں، ہمیں ایسی باتیں سنا دی ہیں، تم نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں اور آج کل دنیا کو ان کی ضرورت بھی ہے، لیکن یہ باتیں ہم نے سن تو لی ہیں اور ہمیں اچھی بھی لگی ہیں لیکن ہم اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ مَیں نے کہا کہ یہی تو مَیں کہہ رہا ہوں کہ تھوڑا سا عمل کرو۔ حضورِانور نے سیاسی مفادات، لابنگ اور عالمی سطح پر انصاف کے راستے میں حائل رکاوٹوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ تو ان کے Political Vested Interests ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے وہ اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ آج کل تو لابی کام کر رہی ہے، وہ آپ کو پیسے دیتی ہے، بے شمار پیسہ خرچ اور Invest کر رہے ہیں۔ اب یہاں سے انہوں نے بہت سارے بڑے گروپ عیسائیوں کے چرچ کے Priest اسرائیل بلائے ہیں، اسی طرح ڈاکٹر بلائے ہیں، Politicians بلائے ہیں، وہاں لے کے جاتے ہیں اور پھر ان کو وہاں سارا کچھ دکھاتے ہیں، ان کو ہوٹلنگ وغیرہ اور پوری عیاشی کرواتے ہیں اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ تم نے جا کے ہماری Favour میں بولنا ہے، تو اس طرح سے انصاف تو قائم نہیں ہو سکتا۔

جواب کے آخر میں حضورِانور نے حقیقی انصاف اور مساوات کے قیام کے سلسلے میں ہر فردِ جماعت پر عائد ہونے والی انفرادی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس کے لیے ہم نے ہی آواز اُٹھانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ Absolute Justice ہونا چاہیے۔ پورا انصاف ہو تو تبھی دنیا میں تم لوگ انصاف قائم کر سکتے ہو اور بدلے نہ لو اور یہ نہیں ہے کہ ایسا ہو کہ ایک کے لیے کچھ اَور پیمانہ ہے اور دوسرے کے لیے کچھ اَور ہے۔ ہر جگہ Equality ہونی چاہیے اور وہ جب ہو گی تو تبھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحیح انصاف قائم ہوا۔ یہی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور یہی ہمیں کرنا چاہیے اور جس حدّ تک آپ اپنے ماحول میں، جو آپ کی اپنی کمپنی ہے، جو آپ کے اردگرد لوگ ہیں، Surrounding ہے، اس میں جتنا آپ اس بات کو کر سکتے ہیں عام کریں۔ (الفضل انٹرنیشنل 8 جنوری 2026ء)

☆ مجلس خدام الاحمدیہ سویڈن کے ایک وفد کی 6 جنوری 2026ء کو ہونے والی ملاقات کے دوران ایک خادم نے دریافت کیا کہ کاروبار کرتے وقت ایک احمدی مسلمان کو کن اصولوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے تاکہ یہ دین، اخلاقیات اور جماعتی تعلیمات کے مطابق رہے؟

اِس پر حضورِانور نے کسی بھی کام یا کاروبار کرنے کے حوالے سے راہنما اصول بیان کرتے ہوئے بصیرت افروز راہنمائی عطا فرمائی کہ کاروبار ہو یا کوئی کام بھی ہو، ایمانداری اور محنت ہونی چاہیے۔ اس لیے جو بھی تم نے کام کرنا ہے، ایمانداری سے کرو، اور محنت سے کرو۔ حضورِانور نے صحابہ ٔکرامؓ کی عملی مثال پیش کرتے ہوئے ذاتی محنت اور خود انحصاری کی برکات پر روشنی ڈالی کہ صحابہؓ جب ہجرت کر کے آئے تو بالکل ہی اُجڑے ہوئے تھے اور اُن کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ بعض صحابیؓ ایسے تھے کہ اُن کو انصار نے کہا کہ ہمارے ساتھ رہیں اور ہمارے ساتھ جائیداد وغیرہ شیئر کر لیں تو اُنہوں نے کہا کہ نہیں! مجھے تم کچھ تھوڑا سا قرض دے دو اور مجھے بازار کا رستہ بتا دو، مَیں خود اپنا کام کروں گا، اور انہوں نے ایمانداری سے کام کیا۔ اور کام کر کے قرضہ بھی واپس کر دیا اور Millionaire بن گئے۔ علاوہ ازیں حضورِانور نے محنت، ایمانداری اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ہمہ وقت اس کی نگرانی کے شعور کے تحت اپنے کام انجام دینے کی اہمیت کو اُجاگر فرمایا کہ تو اصل چیز محنت، ایمانداری اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا ہے۔ دوسرے ایک تو اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولنا، یہ دیکھنا ہے کہ جو بھی مَیں کام کر رہا ہوں، خدا تعالیٰ میرے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ تم یہ نہیں سمجھو کہ مَیں فلاں جگہ گیا یا فلاں ہال میں گیا یا فلاں جگہ ڈیوٹی پر بیٹھا یا فلاں دکان پر گیا یا سُپر سٹور میں گیا، تو یہاں سی سی ٹی وی کیمرے لگے ہوئے ہیں، مَیں اگر کوئی چیز اُٹھا لوں گا یا دکان سے چوری کر لوں گا تو مجھے سی سی ٹی وی کیمرا نہ دیکھ لے اور پکڑا نہ جاؤں۔ یا فلاں جگہ جا کر مَیں غلط حرکت کروں تو کیمرے سے پکڑا نہ جاؤں۔ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت دیکھ رہا ہے، اس کی نظر سی سی ٹی وی کیمرے سے زیادہ ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کا کیمرا ہے وہ تمہیں دن بھی، رات بھی، اُوپر بھی، نیچے بھی، دائیں بائیں، ہر جگہ دیکھ رہا ہے۔ تو اس لیے اللہ کو یاد کر کے ایمانداری سے کام کرو۔ نیز اس بات پر زور دیا کہ اگر ایمانداری سے کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر برکت بھی ڈالتا ہے اور پھر محنت کرو۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا وقت ہے، اُس کو کبھی نہ بھولو۔

مزید برآں اِسی تناظر میں حضورِانور نے ایماندار مسلمان تاجروں کے دلآویز عملی نمونوں کے ذریعے سے سبق حاصل کرنے کے ضمن میں بھی توجہ دلائی کہ اِس لیے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی لکھا ہے کہ جو مسلمان تاجر تھے، وہ ایماندار تھے، کام کرنے والے تھے اور وہ لاکھوں کروڑوں کا کام کرتے تھے۔ لیکن ایک محاورہ آپؑ نے بولا کہ دست بہ کار دل بہ یار! یعنی کہ ہاتھوں سے مَیں کام کر رہا ہوں، لیکن دل میرا اللہ کی طرف لگا ہوا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ یاد رہے تو پھر ایمانداری سے انسان کام کرتا ہے۔ جواب کے آخر میں حضورِانور نے اِس تاکید کا اعادہ فرمایا کہ تو اگر محنت، ایمانداری، عبادت اور دعا سے کام لو گے، تو اللہ تعالیٰ اِس کام میں پھر بہت برکت ڈالتا ہے۔

(الفضل 17 جنوری 2026ء)

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: مکرم خالد جاوید خان انجم صاحب، مکرم سیف اللہ بھٹی صاحب، مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب صدر جماعت و ریجنل امیر، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت جرمنی، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم فضل احمد شاکر صاحب، مکرم احمد مطاع صاحب

پیچھے کھڑے ہوئے دائیں سے بائیں: مکرم جاذب احمد عزیز صاحب مربی سلسلہ، مکرم واسق سیف صاحب، مکرم توصیف احمد ناز صاحب، مکرم زریاب احمد صاحب، مکرم شوال خواجہ صاحب، مکرم صالح احمد صاحب، مکرم رضوان شاہد رانجھا صاحب، مکرم شبیر احمد خواجہ صاحب، مکرم سرفراز احمد خان انجم صاحب، مکرم فصیح الدین عرفان صاحب، مکرم قمر سرا صاحب، مکرم عدنان عرفان صاحب، مکرم جہانزیب شاکر صاحب، مکرم زبیر احمد تنویر صاحب، مکرم محمد فاتح احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ میونسٹر، عزیزم فارح آویز ناصر (ابن مکرم محمد فاتح احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ)

زمین پر بیٹھے ہوئے دائیں سے بائیں: عزیزم عبیر احمد رانجھا، عزیزم شایان احمد رانجھا، مکرم عطاء الحلیم احمد صاحب (گود میں عزیزم صہیب احمد شاکر)، عزیزم تنزیل احمد، عزیزم فاران احمد، عزیزم امیاس اسماعیل مطاع، عزیزم زوہیب شاکر، عزیزم انس احمد، عزیزم ایان احمد، عزیزم ارون الیاس مطاع، عزیزم آہل ابراہیم مطاع

تاریخ جماعت احمدیہ نورڈھورن

یہ مضمون موجودہ و سابق صدران جماعت نورڈھورن کی طرف سے مہیا کی جانے والی معلومات اور مختلف اخبارات و رسائل میں شائع شدہ رپورٹس کی روشنی میں مکرم جاذب عزیز صاحب مربی سلسلہ حال نورڈھورن کے خصوصی تعاون سے مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی نے مرتب کیا ہے۔ اگر کسی دوست کے علم میں مزید معلومات ہوں تو ان سے درخواست ہے کہ تاریخ کمیٹی جرمنی کو مطلع فرمائیں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (صدر تاریخ احمدیت کمیٹی جرمنی)

نورڈھورن میں سب سے پہلے احباب جماعت کی آمد 1985ء میں ہوئی۔ جب یہاں آکر آباد ہونے والے احباب کی تعداد پانچ ہوگئی تو اس شہر میں جماعت کا باقاعدہ قیام ہوا۔ ابتدائی افراد جماعت حسب ذیل تھے:

1۔ مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب، 2۔ مکرم ملک محمد انور صاحب، 3۔ مکرم خالد رفیق صاحب، 4۔ مکرم وحید احمد صاحب، 5۔ (ان دوست کا نام معلوم نہیں ہو سکا)

ابتدائی عہدیداران

مکرم بشارت محمود صاحب مربی سلسلہ جو اُس وقت کولون میں مقیم تھے نورڈھورن تشریف لائے اور انہوں نے مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب کو صدر جماعت مقرر کیا جبکہ مکرم خالد رفیق صاحب بھی ابتدائی عہدیداران میں شامل تھے اور سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت انجام دیتے رہے۔ اس جماعت کا آغاز جن پانچ افراد سے ہوا، وہ سب خدام تھے، چنانچہ یہاں مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام بھی 1985ء میں ہی عمل میں آگیا تھا اور مکرم ملک محمد انور صاحب کو قائد مجلس مقرر کیا گیا۔

صدران

ابتداء سے اب تک کے صدران جماعت اور ان کا عرصہ خدمت حسبِ ذیل ہے:

نام	عرصہ صدارت
مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب	1985 تا 2003ء
مکرم خواجہ شبیر صاحب	جنوری 2003ء تا جون 2006ء
مکرم ملک محمد انور صاحب	جولائی 2006ء تا جون 2012ء
مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب	جولائی 2012ء تا جون 2019ء
مکرم زبیر احمد صاحب	جولائی 2019ء تا جون 2022ء
مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب	جولائی 2022ء تا حال

پانچ افراد سے شروع ہونے والی اس جماعت کی اس وقت کل تجنید 75 ہو چکی ہے، الحمدللہ۔ ابتداء سے یہاں مستقل طور پر کسی مربی سلسلہ کی تعیناتی نہ تھی۔ پہلے کولون میں تعینات مربیان سلسلہ مکرم بشارت احمد محمود صاحب، مکرم عبدالباسط طارق صاحب، مکرم لئیق

Aufräumaktion nach Silvester und Neujahrsgrüße

Jugend der islamischen Ahmadiyya Muslim Jamaat-Gemeinde engagiert sich – Moschee im Sommer fertig

lf **NORDHORN**. Engagiert ist die Jugendorganisation der islamischen Ahmadiyya Muslim Jamaat-Gemeinde in das neue Jahr gestartet: Freiwillige fegten am Neujahrsmorgen die Überreste der Silvesterfeiern auf den Nordhorner Straßen zusammen. Die Nordhorner Ortsgruppe nahm damit an einer bundesweiten Neujahrsaktion der Jugendorganisation teil.

„Zu unseren Grundsätzen gehört es, dass wir nicht nur Gott danken, sondern auch etwas zurückgeben", sagt Salleh Ahmad, Jugendvorsitzender. Bundesweit nahmen an der Aufräumaktion rund 6400 Mitglieder teil, in Nordhorn haben sechs Jugendliche den Besen geschwungen. Schon einige Tage zuvor hatte die Jugendgruppe die Seniorenwohnanlage „Am Neuland" besucht, um den Senioren Neujahrswünsche und Blumen zu übergeben. „Jedes Jahr besuchen wir ein anderes Seniorenheim in Nordhorn und übergeben unsere Rosen und Grußkarten. Da viele Ältere oft alleine sind, verbringen wir mit ihnen den Nachmittag", erklärt Ahmad.

Diese Aktion werde immer gut angenommen, viele Ältere stellen Fragen zu ihrer Religion, die die Jugendlichen gerne beantworten würden. „Für uns gehören solche Aktionen auch zur Integration dazu", sagt Ahmad.

Die Gemeinde blickt voller Vorfreude auf das Jahr 2017. Ab Februar soll es mit dem Bau ihrer Moschee an der Sachsenstraße losgehen. „Es ist ein Fertigbau, deswegen wird dann alles recht schnell gehen. Wir hoffen, dass wir im späten Sommer die Moschee mit unserem Kirchenoberhaupt Kalif Hadhrat Mirza Masroor Ahmad feierlich einweihen können", berichtet Ahmad.

Mitglieder der Jugendorganisation der Nordhorner Ortsgruppe der Ahmadiyya Muslim Jamaat-Gemeinde säuberten am Neujahrstag die Hauptstraße von den Resten der Silvesternacht. Mit dabei waren (auf dem linken Foto von links) Behzad Ahmad, Gulraiz Khan, Salleh Ahmed, Akif Ahmad, Abdul Wali Malik und Musavir A. Kahloon. Bereits in der vergangenen Woche hatten Mitglieder der Jugendgruppe die Seniorenwohnanlage „Am Neuland" in Nordhorn besucht, um den Senioren Neujahrswünsche und Blumen zu übergeben.

Fotos: Westdörp, privat

Ein Interview mit Salleh Ahmad gibt es auf GN-Online. Einfach Online-ID @1835 im Suchfeld eingeben.

Grafschafter Nachrichten 03.01.2017

احمد منیر صاحب، مکرم حیدر علی ظفر صاحب اور مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب گاہے گاہے جماعت نورڈہورن کا دورہ کر کے تربیتی و تبلیغی امور میں راہنمائی کرتے رہے۔
2003ء میں میونسٹر میں مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ کی باقاعدہ تعیناتی ہوئی تو یہ جماعت ان کے سپرد ہوگئی۔ ان کے بعد مکرم محمد جلال شمس صاحب، مکرم ساجد نسیم صاحب، مکرم مقصود علوی صاحب (معلّم)، مکرم مستنصر احمد صاحب، مکرم شارق افتخار صاحب اور مکرم فاتح احمد ناصر صاحب اس جماعت کے تربیتی، تعلیمی اور تبلیغی پروگراموں کی نگرانی کرتے رہے۔ مسجد کی تعمیر کے بعد یہاں مربیان سلسلہ کی عارضی تقرریاں ہوتی رہی ہیں جن میں مکرم ظافر احمد صاحب، مکرم فرحان منظور صاحب، مکرم عمیر الیاس صاحب، مکرم اعتزاز شاہ صاحب مربیان سلسلہ شامل ہیں۔ اس وقت مکرم جاذب احمد عزیز صاحب خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز سنٹر

شہر کی انتظامیہ نے ابتداء میں جماعت کو ماہانہ اجلاس کے لیے جگہ فراہم کی۔ بعدازاں ایک چرچ نے جماعت کو ایک عمارت استعمال کرنے کی اجازت دی جہاں اجلاسات، عیدین کی نمازیں اور دوسرے پروگرام منعقد ہوتے رہے۔ یہ جگہ مسجد کی تعمیر تک جماعت کے پاس رہی۔ یہ عمارت Große Gartenstraße پر تھی۔ نمازیں اور جمعہ مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب کے گھر میں ادا کیے جاتے تھے جبکہ رمضان میں نماز عشاء اور تراویح مکرم خواجہ شبیر احمد صاحب کے ہاں ہوتی تھیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سو مساجد منصوبے کا اعلان فرمایا تو نورڈہورن جماعت نے بھی کوششوں کا آغاز کر دیا۔ شہر کی انتظامیہ نے نہ صرف جگہ فراہم کی بلکہ مکمل تعاون بھی کیا۔ مقامی جماعت کی مالی حالت کمزور ہونے کے باعث مرکز سے درخواست کی گئی مگر ابتداء میں کامیابی نہ ہوسکی۔ تاہم 2015ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسجد بنانے کی اس خواہش کی تکمیل کے سامان فرما دیئے جس کی تفصیل علیحدہ مضمون کی صورت میں اسی شمارہ کی زینت ہے۔

نورڈہورن میں منعقدہ پہلی تبلیغی نشست کا ایک منظر

تبلیغی مساعی

اس جماعت کا شمار چھوٹی جماعتوں میں ہوتا رہا تاہم اپنی بساط کے مطابق تبلیغی مساعی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی۔ تبلیغی نشستیں آغاز سے ہی جاری ہیں۔ پہلی نشست کے لیے جو جرمن مہمانوں کے ساتھ تھی مکرم لئیق احمد منیر صاحب اور مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربیان سلسلہ تشریف لائے۔ یہ پروگرام ایک ہوٹل میں منعقد ہوا جس میں شہر کے میئر نے بھی شرکت کی۔ اس کے بعد مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب بھی متعدد بار تشریف لاتے رہے۔ سال بھر کے دوران ہونے والے تہواروں کے مواقع پر شہر کے مرکز میں تبلیغی سٹال لگا کر لٹریچر تقسیم کیا جاتا رہا۔ اسی طرح باقاعدگی سے ہر سال تبلیغی نشست کا انعقاد کیا جاتا رہا ہے جس میں شہر کی انتظامیہ کے افسران سمیت ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مہمان مدعو ہوتے۔ چنانچہ شہر کے میئر اور پولیس کے اعلیٰ افسران متعدد بار شامل ہوئے۔ فلائرز کی تقسیم، سکول کی کلاسوں کا مسجد کا دورہ اور شہر میں درخت لگانے کی مہمات قابل ذکر ہیں۔ نورڈہورن کی لائبریری میں جماعتی کتب اور قرآن مجید بھی رکھوائے گئے۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کے صدسالہ جشن تشکر کے موقع پر شہر کی لائبریری میں قرآن کریم مع جرمن ترجمہ اور اسلامی اصول کی فلاسفی سمیت متعدد کتب رکھوائی گئیں جنہیں مستقل طور پر لائبریری کا حصہ بنایا گیا۔ اسی موقع پر میئر کی خدمت میں جماعت کی طرف سے صدسالہ جوبلی کی یادگاری شیلڈ بھی پیش کی گئی جسے Rathaus میں آویزاں کیا گیا۔ نورڈہورن میں ہر سال یکم جنوری کو وقارِعمل کر کے شہر کی صفائی کی جاتی ہے جس کی خبر ہر سال مقامی اخبار میں شائع ہوتی ہے۔ 3 جنوری 2017ء کو مقامی اخبار Grafschafter Nachrichten میں یکم جنوری 2017ء کو ہونے والے وقارعمل کے ساتھ 2016ء میں کرسمس کے موقع پر جماعت احمدیہ نورڈہورن کے وفد کی دارالشیوخ کے دورہ کی خبر شائع کی جس میں جماعت کی طرف سے کارڈ اور پھول تقسیم کیے گئے۔ اسی سال شہر کی مختلف تنظیموں نے مل کر پورے شہر کی صفائی کرنے اور سارے شہر میں پھیلا کوڑا کرکٹ صاف کرنے کا

پروگرام بنایا۔ تمام گلیوں، سڑکوں اور پارکس کی صفائی کے ساتھ ساتھ شہر میں واقع جھیل Vechtesee کی صفائی بھی کی گئی۔ اس کی خبر بھی مقامی اخبار Grafschafter Nachrichten نے 3 اپریل 2017ء کے شمارہ میں شائع کی اور جماعت احمدیہ کا خاص طور پر ذکر کیا کہ یہ جماعت ہر سال یکم جنوری کو وقارِعمل کر کے شہر کی صفائی بھی کرتی ہے اور مذکورہ پروگرام میں بھی اس جماعت نے بھرپور حصہ لیا۔

19 جون تا 23 جون 2023ء نورڈہورن کے جمنازیم سکول میں تاریخ اسلام کے موضوع پر ایک نمائش لگائی گئی جس میں اسلام کی تاریخ اور تعلیم پر مشتمل بورڈز اور پوسٹرز آویزاں کیے گئے اور اس طرح قرآن کریم کے 80 زبانوں میں تراجم کے نسخے بھی رکھے گئے جو طلباء کی دلچسپی کا باعث بنے۔ گو یہ نمائش سکول میں لگائی گئی تھی مگر طلباء کے ساتھ دیگر شہریوں کو بھی دعوت دی گئی تھی لہٰذا ان چار دنوں میں کثیر تعداد میں لوگوں نے اسے دیکھا اور سوالات بھی پوچھے۔ اس کی تشہیر نمائش کے انعقاد سے قبل مقامی اخبار Grafschafter Nachrichten میں 17 جون 2023ء کے شمارہ میں کی گئی جس سے نمائش میں آنے والوں کی تعداد میں خاطرخواہ اضافہ ہوا۔

صدسالہ جوبلی کے موقع پر نورڈہورن کے Stadtpark میں ایک درخت بھی لگایا گیا، اس موقع پر شہر کے میئر Friedel Witte نے بنفسِ نفیس شرکت کی۔ مقامی اخبار Grafschafter Nachrichten نے اس کی خبر بھی شائع کی۔ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی 1995ء کے موقع پر چھوٹی مجالس میں سے بیتین کروانے میں اوّل آئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دستِ مبارک سے مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کو انعام سے بھی نوازا گیا۔

قبولِ احمدیت کا واقعہ

1986ء میں بھارت سے ایک فیملی نورڈہورن آئی جنہوں نے بیعت کر کے احمدیت قبول کی اور جماعتی ذمہ داریاں بھی انہیں ملیں۔ تاہم جرمنی میں کیس منظور نہ ہوا اور وہ بعدازاں امریکہ منتقل ہو گئے۔

خدمتِ خلق

نورڈہورن میں پناہ گزینوں کے لئے ایک بڑا مرکز قائم ہے جس میں کُل دو ہزار مہاجرین کی گنجائش ہے۔ اس مرکز میں مختلف امور کے لیے مقامی جماعت نے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ ہر سال مختلف مواقع پر دارالشیوخ (Altenheim) کا دورہ کیا جاتا ہے اور حسبِ موقع تحائف پیش کرتے ہوئے کچھ وقت عمررسیدہ افراد کے ساتھ گزار کر ان کی دلجوئی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ابتداء سے اب تک ہر سال مارچ یا اپریل میں وقارِعمل کا پروگرام ہوتا ہے، نئے سال کا وقارِعمل بھی باقاعدگی سے منعقد ہوتا ہے۔ ان سب کے بارے میں اخبارات میں خبریں بھی شائع ہوتی رہی ہیں۔ ان تمام خدمات اور پُرامن مساعی کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو عوامی اور سرکاری سطح پر قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ 19 جولائی 1997ء کو شہر کے میئر جناب Friedel Witte نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خط لکھ کر نورڈہورن آنے کی دعوت دی جس کے جواب میں حضور نے ان کا شکریہ ادا کیا اور دیگر مصروفیات کے سبب اس سال نورڈہورن نہ آسکنے کی اطلاع دی۔ تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 2015ء میں یہاں رونق افروز ہوئے اور مسجد صادق کا سنگِ بنیاد رکھا۔

واقفین نو

جماعت نورڈہورن میں واقفین نو کی مجموعی تعداد 17 اور واقفات نو کی تعداد 11 ہے۔ اس جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان مکرم آفاق احمد صاحب جامعہ احمدیہ جرمنی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اب میدانِ عمل میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مکرم عطاء الحلیم صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور جماعت جرمنی کی نیشنل عاملہ کے ممبر رہ چکے ہیں۔ 2025ء سے افسر جلسہ سالانہ جرمنی کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ ایک اسیر راہِ مولیٰ مکرم محمد اسلم صاحب بھی کچھ عرصہ یہاں مقیم رہے اور بعد میں اوسنابرک منتقل ہو گئے۔

Eine „Reise durch die islamische Zeit“

Nordhorner Ahmadiyya Muslim Jamaat Gemeinde klärt über Glauben auf

Vivienne Kraus

Unter dem Motto eine „Reise durch die islamische Zeit“ geben die Mitglieder der Ahmadiyya Muslim Jamaat Gemeinde in der Mensa des Gymnasium Nordhorn einen Einblick in die Geschichte des Islam. Die Wanderausstellung macht ab Montag, 19. Juni, zum ersten Mal in der Kreisstadt halt und soll mit Missverständnissen rund um den muslimischen Glauben aufräumen.

„Wir wollen die wirkliche Lehre des Islams präsentieren“, erklärt Yahanzeb Shaker aus dem Vorstand der Gemeinde im Vorfeld der Ausstellung. Er ist unter anderem in der Abteilung Erziehung tätig und möchte gemeinsam mit den anderen Gemeindemitgliedern das oft falsche Bild vom Islam korrigieren. Dazu zeigt die Ahmadiyya Muslim Jamaat Gemeinde in der Mensa des Gymnasiums auf verschiedenen Stellwänden die Geschichte des muslimischen Glaubens, dessen historischen Einfluss auf Europa und die Lehren des Islam. Teil der Ausstellung sollen auch rund 80 Ausgaben des Korans sein, der in verschiedenen Sprachen ausgestellt werden.

Vor Ort wollen die Nordhorner Muslime für Fragen bereitstehen und mit den Besuchern ins Gespräch kommen. Denn die Ausstellung steht nicht nur den Schülern des Gymnasiums offen. „Die Ausstellung gibt eine gute Möglichkeit, das Thema in den Unterricht einzubinden, aber sie ist für alle frei zugänglich“, erklärt Gemeindemitglied Rizwan Ranjah. Auch für die 87 Mitglieder der Nordhorner Ahmadiyya Muslim Jamaat Gemeinde sei die Ausstellung schließlich etwas ganz Besonderes. Sie sorgen schließlich auch für das leibliche Wohl der Ausstellungsbesucher. Denn Gastfreundschaft ist den Nordhornern Muslime sehr wichtig.

Die Ausstellung „Reise durch die islamische Zeit“ ist Montag, 19.6, bis Freitag, 23.6, von 8 bis 14 Uhr für Schüler geöffnet. Vom 14 bis 18 Uhr ist die Ausstellung an diesen Tagen auch für alle Interessierten zugänglich.

➡ Zur offiziellen Eröffnung lädt die Gemeinde am Montag um 19 Uhr ein. Um eine vorherige Anmeldung unter nordhorn@ahmadiyya.de wird gebeten.

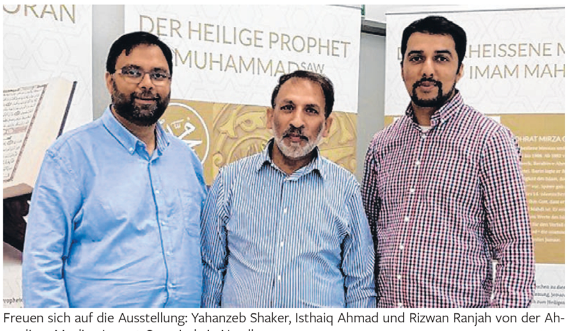

Freuen sich auf die Ausstellung: Yahanzeb Shaker, Isthaiq Ahmad und Rizwan Ranjah von der Ahmadiyya Muslim Jamaat Gemeinde in Nordhorn. Foto: Kraus

Grafschafter Nachrichten 03.01.2017

Nordhorns Bürgermeister pflanzte Baum für islamische »Ahmadiyya«-Gemeinde

GN **Nordhorn**. Einen ungewöhnlichen Jubiläumsbaum pflanzte Nordhorns Bürgermeister Friedel Witte gestern nachmittag zusammen mit Ahmed Nasir im Nordhorner Stadtpark: Die Weide, die die beiden mit wenigen Spatenstichen ins Erdreich setzten, wurde aus Anlaß des 100jährigen Bestehens der islamischen »Ahmadiyya«-Muslim-Gemeinde gestiftet. Diese weltweit organisierte Gemeinde, die sich selbst als friedliche und reformerische Gruppe des Islam bezeichnet, unterhält in der Bundesrepublik in 170 Städten Ortsgemeinden mit zusammen rund 10 000 Mitgliedern. Die meisten ihrer Mitglieder stammen aus Pakistan und sind als Asylbewerber anerkannt. Auch in Nordhorn wohnen Mitglieder dieser Glaubensgemeinschaft. Daher wurde auch hier wie in allen anderen Ortsgemeinden als Erinnerung an das 100jährige Bestehen der Gemeinde ein Baum gepflanzt. Bürgermeister Witte half bei der symbolischen Aktion mit, um die Verbundenheit Nordhorns mit seinen ausländischen Mitbürgern zu demonstrieren. Foto: Mildes

صدسالہ جشن تشکر کے موقع پر نورڈھورن میں پودا لگایا گیا۔

Grafschafter Nachrichten 18.04.1989

„Orient und Okzident sind nicht mehr zu trennen"

Vortrag von Dr. Dawood Majoka beim muslimischen Verband AMJ

ko **NORDHORN**. Gehört der Islam zu Deutschland? In den Medien und in der Politik wurde diese Frage in den letzten Monaten kontrovers diskutiert. Die Ahmadiyya Muslim Jamaat (AMJ) lud am Sonntag zu einem Vortrag ein, in dem sich der Pressesprecher der muslimischen Glaubensgemeinschaft Dr. Dawood Majoka mit diesem Thema auseinandersetzte.

Er führte die rund 30 Zuhörer zurück in die Geschichte und zeigte, dass unter anderem in der Mathematik, Philosophie und Medizin Beispiele für arabische Einflüsse auf die europäische Kultur zu finden sind. Und auch auf so manchem europäischem Kunstwerk lassen sich arabisch Schriftzeichen finden, wie Majoka erklärte. „Allerdings wussten die Künstler damals nicht, was sie bedeuten. Deswegen werde diese Verzierungen auch als 'pseudo-arabische Schrift' bezeichnet."

Schon vor über tausend Jahren kam es zur ersten Begegnung zwischen Arabern und Europäern. „Ohne die orientalischen Einflüsse, die über die iberische Halbinsel nach Europa kamen, wäre die hiesige Kultur nicht, was sie heute ist", stellte Majoka fest, und zitierte zum Abschluss Goethe mit den Worten: „Wer sich selbst und andere kennt, wird auch hier erkennen: Orient und Okzident sind nicht mehr zu trennen".

Die AMJ zählt mit ihren rund 30 000 registrierten Mitgliedern, 250 örtlichen Gemeinden und 30 Moscheen zu einem der größten muslimischen Verbände Deutschlands. Die Nordhorner Gruppe wurde 1985 gegründet und umfasst mittlerweile 38 Mitglieder. Die Gemeinde organisiert regelmäßig interreligiöse Dialoge und Gastvorträge, um Nicht-Muslime über ihren Glauben zu informieren.

نورڈھورن میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب نے ''کیا اسلام جرمنی سے تعلق رکھتا ہے؟'' کے موضوع پر اسلامی مؤقف پیش کیا۔

Grafschafter Nachrichten 28.05.2011

„Es gibt an Silvester immer weniger Müll"

Mitglieder der Sadiq-Moschee räumen am Neujahrsmorgen in der Nordhorner Innenstadt auf

Julia Henkenborg

NORDHORN Es ist noch früh an diesem windigen Neujahrsmorgen. Beinahe ganz Nordhorn schläft, nur hier und da sind vereinzelt schon Spaziergänger mit ihren Hunden unterwegs. Lediglich die leeren Sektflaschen am Straßenrand, die Holzstiele der Raketen und die Überreste der Böller zeugen noch von dem – in diesem Jahr nicht so ausgeprägten – Spektakel der Silvesternacht.

Aus der Ochsenstraße schallen laute Gespräche und Lachen durch die Innenstadt, das letzte Partyvolk steigt am frühen Morgen in ein bereitstehendes Taxi und fährt davon. Die Glocken des Kirchturms der Alten Kirche am Markt schlagen zur Viertelstunde und Regen setzt ein, als pünktlich um 8.45 Uhr die Jugendgruppe der Sadiq-Moschee in Nordhorn am ZOB eintrifft. Aus ihren Autos holen die elf Männer und Jugendlichen blaue Müllsäcke und Greifwerkzeuge.

Mit Müllsäcken ist die Jugendgruppe der Nordhorner Ahmadiyya-Gemeinde am Neujahrsmorgen durch die Innenstadt gezogen und hat Reste von der Silvesternacht gesammelt. Foto: Henkenborg

Die Ausrüstung hatten die Mitglieder der Ahmadiyya Muslim Jamaat Gemeinde bereits in der vergangenen Woche von der Stadt Nordhorn ausgeliehen. „Seit 1990 sammeln wir in Nordhorn am Neujahrsmorgen den Müll ein", erzählt Behzad Ahmad.

Nur wenige Jahre vor Aufnahme der Tradition wurde die Nordhorner Gemeinde gegründet. Deutschlandweit findet das gemeinsame Aufräumen der Ahmadis am Neujahrsmorgen statt – nach dem Morgengebet und einem gemeinsamen Frühstück. „Gemeinnützige Arbeit gehört für uns einfach zum Glauben dazu", sagt Umär Ahmad Ilyas, der seit gut drei Monaten Imam in der Nordhorner Gemeinde ist. 87 Mitglieder umfasst diese, die Jugendgruppe, zu der alle Männer zwischen 15 und 40 Jahren gehören, hat etwa 18 Mitglieder.

Viel Müll gibt es an diesem Neujahrstag nicht einzusammeln. „Früher war es viel mehr, aber seit das Thema Umweltschutz immer mehr in den Fokus rückt, wird es zunehmend weniger", sagt Behzad Ahmad. Dennoch kommen in der Dreiviertelstunde, die die Männer brauchen, um den ZOB, den Marktplatz und die Hauptstraße zu säubern, insgesamt neun volle Säcke mit Silvestermüll zusammen.

سالِ نو کے موقع پر حسب روایت خدام نے وقار عمل کیا جس کی خبر مقامی اخبار میں شائع ہوئی۔

Grafschafter Nachrichten 02.01.2023

Welcher Islam gehört zu uns?

Nordhorner diskutieren mit Ahmadiyya-Muslimen: Alle wollen voneinander lernen

Durch die Aussage von Innenminister Horst Seehofer, der Islam gehöre nicht zu Deutschland, wurde vor wenigen Wochen eine alte Debatte neu befeuert: Bereits im Herbst 2010 hatte der damalige Bundespräsident Christian Wulff mit seinem gegenteiligen Statement für Diskussionen gesorgt.

Von Sebastian Hamel

In lockerer Runde kamen die Ahmadiyya-Gläubigen mit den Besuchern im „Café Mittendrin" im Nordhorner Stadtteil Blanke ins Gespräch. Foto: Hamel

NORDHORN. Um sich diesem Thema anzunähern und in lockerer Runde in den Dialog zu treten, hat die Jugendorganisation der muslimischen Ahmadiyya-Gemeinde zu einer Gesprächsrunde ins Café Mittendrin im Nordhorner Stadtteil Blanke eingeladen. Akif Ahmad und Saleh Ahmed von der Nordhorner Gemeinde hießen rund ein Dutzend Gäste in der kleinen Einrichtung an der Daimlerstraße, die von der Nordhorner Tafel und der Baptistengemeinde betrieben wird, willkommen.

Bei seiner Begrüßung betonte Saleh Ahmed, die Ahmadiyya wolle die friedliche, tolerante Lehre des Islams in den Fokus rücken. Insofern gehe es auch mit Blick auf Deutschland darum, mehr das Verbindende zu sehen als die Unterschiede. Bereits zu Kaiserzeiten habe es einen friedfertigen Handel mit dem Osmanischen Reich gegeben. „Jede Religion hat einen kulturellen Mehrwert", stellte er fest. Zudem unterstrich er das klare Bekenntnis zu Deutschland als Heimat: „Wir sehen uns dem Staat, der unsere Eltern aufgenommen und uns als Kindern Bildung ermöglicht hat, verpflichtet", sagte Saleh Ahmed.

Als Ausdruck dessen unternähmen die Gemeindemitglieder stets zu Neujahr einen Frühjahrsputz in den Städten, bei dem die Straßen von den Überbleibseln von Raketen und Böllern befreit werden, sowie Neujahrsbesuche in Altenheimen. Nach seinen Angaben leben rund 50.000 Ahmadis in Deutschland, die Nordhorner Ahmadiyya-Gemeinde zähle rund 30 Mitglieder.

In geselliger Runde gingen anschließend die Gespräche vonstatten. Bei Kaffee und Kuchen kamen an den verschiedenen Tischen auch kritische Punkte zur Sprache: Dabei wurde etwa die Frage, ob der Islam zu Deutschland gehört, dahingehend abgewandelt, welcher Islam zu Deutschland gehört.

Innenminister Horst Seehofer (CSU) hatte kürzlich das Thema erneut befeuert mit seiner Aussage, der Islam gehöre nicht zu Deutschland. Er widersprach damit einer Äußerung des ehemaligen Bundespräsidenten Christian Wulff (CDU), die ebenfalls für große Diskussionen gesorgt hatte.

„Was kommt von beiden Seiten für ein friedliches Miteinander?"

Bestimmte Richtungen seien nicht mit der hiesigen freiheitlichen Grundordnung zu vereinen, hieß es dazu bei dem Meinungsaustausch in Nordhorn. „Die moderaten Muslime sind zu leise", befand eine frühere Lehrerin. Gleichwohl konstatierte sie, dass es sowohl von Muslimen als auch von Nicht-Muslimen in Deutschland eine Bringschuld gebe, verbunden mit der Frage: „Was kommt von beiden Seiten für ein friedliches Miteinander?"

In ihrer Zeit als Lehrerin habe sie es erlebt, dass muslimische Kinder häufig nur mit ihresgleichen spielen und Mädchen nicht am Schwimmunterricht teilnehmen dürfen: „Abschottung ist keine Lösung", sagte sie. Nicht nur an dieser Stelle der Diskussion wurde von mehreren Mitrednern bekräftigt, dass das Miteinander von größter Bedeutung sei. Voneinander zu lernen funktioniere nur im Austausch. Saleh Ahmed informierte die Teilnehmenden zudem, dass die Gottesdienste der Ahmadiyya-Gläubigen in deutscher Sprache erfolgten. Neben dem Bekenntnis zu Deutschland habe dies den Zweck, einer möglichen Radikalisierung vorzubeugen.

Eine der Gesprächsteilnehmerinnen warf die Frage auf, weshalb keine Frauen der Gemeinde anwesend seien. Begründet wurde dies damit, dass die Gesprächsrunde von der Jugendorganisation der Männer organisiert worden sei. Gerne könnten aber künftig auch gemeinsame Veranstaltungen stattfinden. Für den Sommer sei etwa eine Ausstellung in Nordhorn geplant, welche die Religion des Islam vorstellt.

Nähere Informationen dazu sollen noch folgen. Auch hoffe man, dass noch in diesem Jahr der Bau der Moschee an der Sachsenstraße beginnt. Bereits vor zweieinhalb Jahren war dort der Grundstein gelegt worden.

Sowohl Veranstalter als auch Teilnehmer zeigten sich am Ende des Treffens zufrieden. Auf einem Evaluationsbogen konnten die Besucher ankreuzen, welche Themen sie künftig gerne diskutieren möchten. „Hausherr" und Tafel-Vorsitzender Wolfgang Vox bekräftigte, man habe die Räumlichkeiten gerne zur Verfügung gestellt: „Wir wollen offen und für jeden da sein."

Stichwort: Ahmadiyya-Muslime

Die Ahmadiyya-Muslime sehen sich als Reformbewegung innerhalb des Islam. Die seit Ende des 19. Jahrhunderts bestehende Religionsgemeinschaft hat ihren Ursprung in Pakistan – damals Britisch-Indien – und geht auf ihren Begründer Mirza Ghulam Ahmad zurück. Von vielen anderen Muslimen werden die Ahmadiyya-Gläubigen nicht als Muslime anerkannt, weshalb sie in islamischen Ländern teils schwere Repressalien erleiden. Sie betonen das Verbindende zwischen den Religionen.

''کیا اسلام اور جرمنی کا آپس میں جوڑ یا تعلق ہے؟'' اس موضوع پر جماعت نورڈھورن نے مذاکرہ کا ایک پروگرام منعقد کیا جس میں سب کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع دیا گیا۔(Grafschafter Nachrichten 23.04.2018)

Islamisten suchen den Dialog mit den Christen

Informationsstand auch in Nordhorn

is **Nordhorn.** Die Islamische Reformgemeinde der Ahmadiyya Muslim Jamaat startet in diesen Tagen eine deutschlandweite Informationskampagne, um mit Christen und andersgläubigen Menschen in einen Dialog zu treten. Die Gemeinde wolle dazu beitragen, dass Ängste hinsichtlich des Islams abgebaut und Missverständnisse ausgeräumt werden, heißt es in einer Pressemitteilung der islamischen Gemeinde, die in Deutschland etwa 40 000 und in der Grafschaft 45 bekennende Mitglieder zählt. Präsident der Nordhorner Gemeinde ist Ishtiaq Ahmad Nasir. Er berichtete, seine Gemeinde werde in der Grafschaft sowohl Informationsbroschüren verteilen als auch am Sonnabend in der Nordhorner Innenstadt (vor Woolworth) einen Stand errichten, um direkt mit der Bevölkerung ins Gespräch zu kommen.

Amadiyya Muslim Jamaat ist eine von 73 islamistischen Ausrichtungen. Nach Angaben von Ahmad Nasir werden Anhänger dieser Glaubensrichtung in etlichen radikal islamistisch geprägten Staaten verfolgt, weil seine internationale Gemeinde, die sich streng an den Regeln des Koran orientiert, vielen radikalen Islamisten noch zu liberal ist. So verurteilt die Gemeinde Diktaturen und den oftmals unmenschlichen Umgang mit Frauen. Die Frau ist nach ihrer Auffassung gleichberechtigt, hat ein Anrecht auf gute Bildung und auch auf die Ehescheidung.

Nähere Informationen sind in den Broschüren ausgewiesen oder unter *www.ahmadiyya.de* im Internet erhältlich.

نورڈھورن میں تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر اور عیسائیوں کو مکالمہ کی دعوت

Grafschafter Nachrichten 05.06.2001

Islamische Reformbewegung feierte 100jähriges Bestehen

TK **Nordhorn.** Das 100jährige Bestehen der Ahmadiyya Muslim Jamaat feierte am vergangenen Sonnabend die Grafschafter Gemeinde dieser islamischen Glaubensgemeinschaft im Nordhorner Hotel am Stadtring. Bei der Religionsrichtung, die von dem Inder Mirza Ghulam Ahmad 1890 gegründet wurde und heute über zehn Millionen Gläubige in 120 Ländern zählt, handelt es sich um eine Gemeinschaft, die den reinen und ursprünglichen islamischen Glauben vertritt. 14 000 Anhänger gehören derzeit in der Bundesrepublik der islamischen Reformbewegung an. In der Grafschaft ist die Glaubensgemeinschaft seit 1984 vertreten. Ihr gehören 13 Mitglieder an, die als Asylanten aus Pakistan in die Grafschaft Bentheim kamen. Ihr Jubiläum begingen die Gläubigen zusammen mit deutschen Freunden aus der Grafschaft mit Gebeten und mit einer Informationsveranstaltung über ihre Religionsrichtung. Als Ehrengast konnten die ausländischen Mitbürger Nordhorns Bürgermeister Friedel Witte begrüßen. Witte sprach die Hoffnung aus, daß die Asylanten auch weiterhin von der Grafschafter Bevölkerung gastfreundlich und vorbehaltlos im Lebensalltag integriert werden. Der Bürgermeister bezeichnete es als traurig, daß auch noch zum Ende des 20. Jahrhunderts Menschen aufgrund ihres Glaubens aus der Heimat flüchten müßten. Ahmed Nazir (26), Sprecher der Glaubensgemeinschaft in Nordhorn, berichtete von einem problemlosen Miteinander zwischen den Glaubensflüchtlingen und der Grafschafter Bevölkerung. Als weitere Ehrengäste begrüßte die kleine Gemeinde, die sich privat zu ihren Gottesdiensten trifft, den Iman Laeeg A. Munir (Köln) und Abdul Basit Tariq, Vorsitzender der Gemeinde Ahmadiyya Muslim Jamaat in Norddeutschland. Unser Foto zeigt (von links) Abdul Basit Tariq, Ahmed Nazir, Friedel Witte und Laeeg A. Munir bei dem Festakt im Hotel am Stadtring. Foto: Mildes

جماعت احمدیہ عالمگیر کے صدسالہ جشن تشکر کے موقع پر نورڈھورن میں منعقدہ تقریب

Grafschafter Nachrichten 19.3.1990

تقریب سنگِ بنیاد

مسجد صادق نورڈہورن

مؤرخہ 14 اکتوبر 2015ء بروز بدھ جرمنی کے شمال مغربی شہر نورڈہورن کے لیے ایک تاریخی دن تھا کہ اس روز یہاں حضرت مسیح موعودؑ کے جانشین سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پہلی مرتبہ ورودِ مسعود ہوا اور حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے یہاں آباد افراد جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر کی جانے والی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ یہ جماعت اگرچہ چھوٹی ہے تاہم شروع ہی سے مسجد تعمیر کرنے کا جذبہ رکھتی تھی اور احباب جماعت اپنی یہ خواہش گاہے بگاہے شہر کی انتظامیہ کے نوٹس میں لاتے رہے۔ بالآخر 2015ء کے آغاز میں شہر کی انتظامیہ نے جماعت کو مسجد کے لئے 1600 مربع میٹر پر مشتمل ایک قطعہ زمین کی پیشکش کی جسے فوری طور پر خرید لیا گیا۔ ستمبر 2015ء میں یہ قطعہ زمین جماعت کے نام منتقل ہوا تو انہی دنوں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ جرمنی کی خبر تھی۔ چنانچہ فوری طور پر مسجد صادق کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14 اکتوبر 2015ء بروز بدھ کو ہالینڈ سے فرانکفرٹ جاتے ہوئے ایک سو مہمانوں کی موجودگی میں رکھا اور تقریب سے خطاب فرمایا۔

اُس روز بعد دوپہر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نن سپیٹ (ہالینڈ) سے روانہ ہو کر ایک بج کر پچیس منٹ پر نورڈہورن میں واقع ہوٹل Riverside میں تشریف لائے۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق یہاں محدود وقت کے لیے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایک بج کر چالیس منٹ پر حضور انور یہاں سے مسجد کے لیے خریدے گئے قطعۂ زمین کی طرف روانہ ہوئے۔ دس منٹ کے سفر کے بعد جب وہاں حضور پہنچے تو مقامی احباب جماعت نے اپنے پیارے آقا کا والہانہ استقبال کیا۔ بچوں اور بچیوں نے گروپس کی صورت میں خیر مقدمی گیت پیش کر کے ماحول کو پیارے آقا کی محبّت سے بھر دیا۔ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گاڑی سے باہر تشریف لانے پر مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب ریجنل امیر و صدر جماعت اور مکرم مستنصر احمد صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ نے احباب جماعت کی نمائندگی میں شرف مصافحہ حاصل کیا۔

سنگ بنیاد کی مبارک تقریب

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے قطعہ زمین پر تشریف لانے کے فوراً بعد مارکی میں رونق افروز ہوئے تو سنگ بنیاد کی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم صالح احمد صاحب نے تلاوت کی اور مکرم بہزاد احمد صاحب نے اس کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے تعارفی ایڈریس پیش کیا جس میں شہر اور مقامی جماعت کا تعارف کرانے کے ساتھ مسجد کے بارے میں بھی بعض امور کا ذکر کیا۔

مئیر کی نمائندہ کا ایڈریس

مکرم امیر صاحب کے ایڈریس کے بعد قریبی قصبہ Bad Bentheim سے مئیر کی نمائندہ خاتون محترمہ Helena Hoon صاحبہ نے اپنا ایڈریس پیش کیا جس میں موصوفہ نے یہاں تشریف لانے پر حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ حضور کا سفر اچھا گزرا ہو گا اور اس شہر میں قیام آپ کو پسند آئے گا۔ جماعت احمدیہ ایک پُر امن جماعت ہونے کے حوالہ سے موصوفہ نے کہا کہ یہ معاشرہ کے لیے ایک نہایت اہم امر ہے تا کہ مختلف قومیں اور مذاہب ایک دوسرے کی عزّت کرتے ہوئے امن اور رواداری کے ساتھ اکٹھے رہ سکیں۔ موصوفہ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے لوگ نئے سال کی آمد پر سڑکوں اور راستوں کو صاف

کرتے ہیں۔ یہ کام انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ یہ بڑی قابل قدر بات ہے۔ اسی طرح مہاجرین کی مدد کے لیے جماعت کی پیشکش ثابت کرتی ہے کہ جماعت اس شہر کے لئے بہت مفید ہے۔ آپ کی چھوٹی سی جماعت اس طرح کے بہت کام کر کے معاشرہ میں اپنا حصہ ڈال رہی ہے۔ جب یہ مسجد بن جائے گی تو خدا تعالیٰ کا یہ پیارا گھر اس شہر کی علامت بن جائے گا۔ امید ہے کہ یہ سوسائٹی کو بدلنے والی مسجد بن جائے گی۔ آخر پر انہوں نے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا کہ مسجد کی تعمیر جلد مکمل ہو اور سب کام خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔

شہر کے میئر کا ایڈریس

بعد ازاں شہر نورڈہورن کے میئر جناب Thomas Berling نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

عزّت مآب خلیفۃ المسیح! اور جماعت احمدیہ کے ممبران! یہ میرے لئے بہت عزّت کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ خلیفۃ المسیح نورڈہورن تشریف لائے ہیں اور مَیں آپ کے استقبال کی سعادت پا رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہے خلیفۃ المسیح کی مصروفیات بہت زیادہ ہیں اور اتنا وقت تو نہیں ہے، اس لیے حضور انور کے لئے نورڈہورن کے مختلف مقامات کی تصاویر پر مبنی کتابی شکل میں ایک تحفہ تیار کیا ہے۔ مَیں یہ تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (چنانچہ میئر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ تحفہ پیش کیا) اس کے بعد میئر صاحب نے کہا کہ یہاں کی جماعت نے ہمیشہ شہری انتظامیہ سے بہت اچھا تعلق رکھا ہے۔ یہی تعلق ان کا گزشتہ میئر صاحب سے رہا اور اب میرے ساتھ بھی ہے۔ جب جماعت کا مسجد بنانے

Herr Thomas Berling

کا پروگرام بنا تو وہ فوراً میرے پاس آئے اور ہم نے مل کر ایک مناسب جگہ کا انتخاب کیا اور مل جُل کر کام کیا۔

میئر صاحب نے بتایا کہ اس شہر میں ہالینڈ اور جرمنی کے مختلف علاقوں سے آئی ہوئی مختلف کمپنیاں ہیں۔ جن کے اہل خانہ بھی ان کے ساتھ ہیں جس سے یہ شہر ان کا گھر بن گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف کلچرز اور مذاہب کے ماننے والے بھی یہاں موجود ہیں۔ موصوف نے جرمنی آنے والے مہاجرین کی خدمت کے لئے جماعت احمدیہ کی پیشکش پر پُرجوش انداز میں شکریہ ادا کیا۔ میئر نے جماعت کے ماٹو ''محبّت سب کے اور نفرت کسی سے نہیں'' کو ایک خوبصورت ماٹو لیے قرار دیا اور کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ جماعت اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ اب یہ مسجد جو بنے گی تو اس مسجد کے ذریعہ بھی سب شہریوں کو جماعت سے رابطے میں رہ کر بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ احمدی پیار اور محبّت کرنے والے ہیں اور اس ماٹو کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ آخر پر میئر صاحب نے اُمید ظاہر کی کہ ہم مسجد کی تعمیر کے مکمل ہونے پر دوبارہ یہاں جلد ملیں گے اور سب کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد دو بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

خطاب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوّذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا: تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج یہاں کی جماعت اپنی مسجد کی بنیاد رکھ رہی ہے اور یہ مسجد اُن بنیادوں پر قائم کی جارہی ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے خانہ کعبہ کی بنیادیں قائم کرتے ہوئے دعا اور خواہش کی تھی کہ ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت

Frau Helena Hoon

کرنے والے ہوں۔ ایسے لوگ پیدا ہوں جو فرمانبردار ہوں اور فرمانبرداری کس کی؟ خداتعالیٰ کی۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فرستادہ کو بھیجا جو مسیح موعود اور مہدی موعود بن کے آئے انہوں نے کہا کہ دو مقاصد ہیں جن کی طرف انسان کو توجہ دینی چاہئے اور ان دو مقاصد کے پورا کرنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ ایک خدا تعالیٰ کا حق ادا کرو، اس کی عبادت کا حق ادا کرو، اس کی طرف توجہ کرو۔ دوسرے یہ کہ ہر انسان ہر دوسرے انسان کے حق ادا کرے۔ گویا کہ دو طرح کے حقوق ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا حق، ایک بندہ کا حق جو ہر انسان کا فرض ہے کہ ان کی طرف توجہ دے اور ادا کرے۔ اور یہی وہ دو چیزیں ہیں اگر ان کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو دنیا میں محبّت اور پیار پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کی نفرتیں دور ہوتی ہیں۔ پس ان نفرتوں کو دور کرنے کے لئے مساجد کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ان نفرتوں کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے فرستادوں کو بھیجتا ہے، انبیاء کو بھیجتا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: امیر صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ یہاں دریا بھی ہیں نہریں بھی ہیں۔ اور پانی جو ہے وہ زندگی کی ایک علامت ہے اور زندگی کے لئے ضروری ہے۔ جس طرح یہ مادی پانی، یہ ظاہری پانی زندگی کے لئے ضروری ہے اسی طرح ایک پانی خدا تعالیٰ بھی اُتارتا ہے جو روحانی پانی ہوتا ہے اور وہ پانی اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور فرستادوں کے ذریعہ بھیجتا ہے جو دنیا کو روحانی لحاظ سے زندہ کرتے ہیں اور ان کی زندگی کے سامان پیدا کرتے ہیں۔ ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ جب بھی اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے کہ دنیا کو، انسانوں کو روحانی پانی کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے نیک لوگوں کو بھیجتا ہے جو پھر دنیا کو نیکیوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ ان کو ان کے حقوق کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور جب ان کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو پھر ایک محبّت اور پیار کی فضا ہر طرف پیدا ہو جاتی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ربّ العالمین ہے۔ تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ تمام مخلوق کا ربّ ہے۔ تمام انسانوں کا ربّ ہے۔ ہر انسان

چاہے وہ مسلمان ہے، عیسائی ہے، یہودی ہے یا کسی بھی مذہب کا ہے یا بعض دفعہ ایسے بھی جو کسی بھی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے ان کا بھی ربّ ہے کیونکہ دنیا میں جو چیزیں میسّر ہیں جن سے انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے وہ سب ہمارے ایمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اور عطا کردہ ہیں۔ پس ہر انسان جو اس دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اس ربوبیت کی وجہ سے ہی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ ہر ایک کا ربّ ہے اس کے ماننے والے اس پر زیادہ سے زیادہ یقین رکھنے والے اور یہ سمجھنے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سچائی کے ساتھ ایک فرستادہ کو ایک نبی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو ہمارا یہ بھی کام ہے کہ ہر ایک کے لئے جو سہولت کے سامان ہوں، آسانی کے سامان ہوں، خدمت کے سامان ہوں وہ پیدا کریں اور اسی لئے جیسا کہ میئر صاحب نے بھی ذکر کیا کہ جماعت نے پیشکش کی کہ اگر یہاں جو Refugees آرہے ہیں یہاں کسی بھی طرز کے کام کے لئے جماعت احمدیہ کی خدمات کی ضرورت ہے تو ہم ہر لحاظ سے اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کے لئے جو بھی پروگرام یہاں کی حکومت اور میئر یا مقامی کونسل بنائے گی اس میں تعاون کریں گے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تقریبِ سنگِ بنیاد کے موقع پر خطاب فرما رہے ہیں

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں یہ بتایا گیا کہ یہاں ہر رہنے والے کا اپنا ایک گھر ہے۔ گھر کس لئے بنایا جاتا ہے؟ اس لئے کہ ایک تحفظ اس کو فراہم ہو، موسم سے بھی تحفظ فراہم ہو اور ماحول کے جو دوسرے بداثرات ہیں ان سے بھی تحفظ فراہم ہو۔ اگر ماحول صاف بھی ہو تب بھی بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی نہ کسی طرح نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ جانور ہیں یا دوسری چیزیں ہیں ان سے انسان کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے انسان ایک تحفظ کے لئے اپنے رہنے کی جگہ بناتا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک گھر میں میاں بیوی اور بچے رہ کر ایک خاندان اکٹھا ہو کر جمع ہو کر اپنے لئے ایک سکون کے سامان پیدا کرتا ہے امن کے سامان پیدا کرتا ہے۔ محبّت اور پیار سے رہنے کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اور وہ گھر اس بات کی نشانی ہوتی ہے کہ یہاں رہنے والے پیار محبّت اور سکون سے رہنے والے ہیں۔ پس اسی طرح جب ہم خدا تعالیٰ کا گھر بناتے ہیں تو وہ بھی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر بنائے ہوئے اس گھر میں ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے جمع ہوں اور اس لئے جمع ہوں کہ اَمن اور سکون سے ہم نے رہنا ہے۔ آپس میں بھی اَمن و سکون سے رہنا ہے۔ اِس گھر میں آنے والے وہ لوگ جو خدا کی عبادت کرنے والے ہیں، مسلمان ہیں، مسجد میں آتے ہیں انہوں نے آپس میں بھی سکون سے رہنا ہے اور یہی سکون اور تحفظ دوسروں کو بھی مہیا کرنا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شہر میں رہنے والے ایک محلہ میں رہنے والے جب گھر بنائیں تو اپنے لئے تو یہ توقع کریں کہ ہمیں اس گھر میں ہر طرح کا تحفظ بھی ملے، سکون بھی ملے، آپس میں ہم اَمن سے بھی رہیں ہر طرح کی سلامتی کے بھی ہم خواہشمند ہوں لیکن جو ہمارے ہمسائے ہیں، دوسرے لوگ ہیں ان کا ہم سکون بھی برباد کریں ان کو ہر طرح نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔ یہ کسی بھی معاشرہ میں برداشت نہیں کیا جا سکتا اور اگر یہ ہو تو فوراً ہمسائے جو شریف ہمسائے ہیں جمع ہو کر ایسے غلط کام کرنے والوں کو اس گھر سے نکال باہر کریں گے۔ اپنے محلہ سے نکال دیں گے بلکہ اپنے شہر سے نکال دیں گے۔ پس جب جماعت احمدیہ مسجد بناتی ہے تو اس سوچ کے ساتھ کہ ہم نے اپنے ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ جس طرح تحفظ ہمیں اپنے لئے چاہئے، جس طرح سکون اور اَمن ہمیں اپنے لئے چاہئے وہی سکون اور اَمن ہم نے اپنے ماحول کو بھی مہیا کرنا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ مسجد جو انشاء اللہ تعالیٰ بن رہی ہے یہ اس سوچ کے ساتھ بن رہی ہے کہ جہاں

مسجد صادق نورڈہورن کی تقریب سنگ بنیاد کا ایک منظر

یہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے عبادت گاہ ہے، جمع ہو کر اکٹھے ہو کر خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کی جگہ ہے، وہاں یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے والی بھی ہے۔ اپنے ہمسایوں کے حق ادا کرنے والی بھی ہے۔ اور ہمسایوں کے حقوق تو اسلام میں اس قدر ہیں کہ بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہمسایوں کے حقوق کی اس قدر تاکید فرمائی اور قرآن کریم میں بھی اس کی تعلیم ہے اور صحابہؓ کو آپؐ اس قدر تلقین فرمایا کرتے تھے کہ بعض صحابہؓ نے سمجھا کہ شاید ہماری وراثت میں بھی ہمسائے شامل ہو جائیں۔ تو یہ جو ہمسائے کا حق ہے وہ اسلام نے قائم کیا اور یہ حق اسی صورت قائم ہو سکتا ہے جب اپنے ماحول میں آدمی اَمن اور سکون سے رہے اور اَمن اور سکون اپنے ہمسایوں کو مہیا کرے۔ پس جماعت احمدیہ کی مسجد اسی سوچ کے ساتھ بنائی جاتی ہے اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد بنے گی تو اس کی خوبصورتی اور جماعت کے افراد کی خوبصورتی، ان کی خدمت کا جذبہ اور ان کا اَمن اور محبّت اور پیار کا پیغام یہاں مزید پہلے سے بڑھ کر پھیلے گا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں اس شہر کی خوبصورتی تو آتے ہوئے دیکھ چکا ہوں۔ چھوٹا سا شہر ہے صاف ستھرا خوبصورت اور اسی طرح یہاں کے لوگ بھی خوبصورت ہیں۔ یہاں اس وقت بہت بڑی تعداد میں آپ کی موجودگی اس بات کا اظہار ہے کہ آپ میں بے انتہا وسعتِ حوصلہ ہے۔ آپ نے یہاں باہر سے آنے والے احمدیوں کو جذب کیا ہے۔ اگر انہوں نے آپ کی طرف قدم بڑھایا ہے تو آپ نے ان کی طرف اس سے بڑھ کر قدم بڑھایا ہے۔ اگر آپ نہ چاہتے تو یہ باہر سے آنے والے احمدی جو یہاں آباد ہیں جن میں سے اکثریت پاکستان سے آئی ہوئی ہے یہ کبھی اس شہر میں رہ نہ سکتے۔ پس یہ صرف یہاں آئے ہوئے احمدیوں کے حوصلہ مندی یا برداشت اور اپنے آپ کو اس ماحول میں جذب کرنے کی صلاحیت نہیں ہے بلکہ یہ آپ لوگوں کی حوصلہ مندی اور برداشت ہے جنہوں نے مختلف قوم کے لوگوں کو، مختلف مذہب کے لوگوں کو یہاں برداشت کیا ہوا ہے اور اپنے میں جذب کیا ہوا ہے اور نہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد صادق نورڈہورن کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے

صرف جذب کیا بلکہ اس طرح جذب کیا کہ آپ لوگ ایک ہو گئے اور ایک ہو کر اس شہر کی ترقی کے لئے اور اس ملک کی ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ یہ سوچ انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گی اور جب مسجد بنے گی تو آپ دیکھیں گے کہ جیسا مَیں نے پہلے بھی کہا کہ محبّتیں پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہوں گی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک بات جو مَیں شروع میں کہنا چاہتا تھا جو نہیں کہہ سکا۔ مَیں گزشتہ سفر میں بھی یہاں جرمنی آیا ہوں تو بعض مساجد کے سنگِ بنیاد یا افتتاح کے پروگرام اتفاق سے سفر کے دوران رکھے گئے اور جب انسان سفر میں ہو تو بعض دفعہ پروگرام میں دیر ہو جاتی ہے، Upset ہو جاتے ہیں۔ آج بھی میرا خیال تھا ہم بڑے وقت پہ نکلے ہیں اور وقت پہ ہم پہنچ جائیں گے لیکن راستہ میں بارش، Slow ٹریفک کی وجہ سے ہم وقت پر پہنچ نہیں سکے اس کے لئے مَیں معذرت بھی چاہتا ہوں۔ آپ لوگوں کو انتظار کرنا پڑا اور یہ انتظار کرنا اور کم از کم آدھا پونا گھنٹہ، چالیس پینتالیس منٹ سے زائد انتظار کرنا یہ اس بات کا اظہار ہے کہ آپ میں ایک تو وسعتِ حوصلہ ہے دوسرے آپ یہاں کے رہنے والے احمدیوں کے جذبات کا پاس کرنے والے ہیں۔ ان کے جذبات کو سمجھتے ہوئے آپ نے یہ سمجھا کہ یہاں بیٹھیں اور اس فنکشن میں شامل ہوں کیونکہ بعض ایسے بھی ہوں گے جن کو کام ہوں گے اور مصروفیات ہوں گی، کوئی اور Appointments ہوں گی لیکن پھر بھی یہاں اتنا عرصہ بیٹھنا یہ سب کچھ آپ لوگوں کی وسعتِ حوصلہ کی نشان دہی کرتا ہے۔ خدا کرے کہ یہ وسعتِ حوصلہ آئندہ بھی قائم رہے اور جماعت کے ممبران بھی یہاں اپنے آپ کو صحیح طور پر پیش کر سکیں۔ اپنے نمونے پیش کر سکیں۔ اپنی خدمات پہلے سے بڑھ کر پیش کر سکیں۔ اور یہ محبّت کا جو دَور ہے یہ ہمیشہ چلتا چلا جائے۔ اور جب یہ مسجد بنے تو اس شہر میں مسلمانوں کے بارہ میں بعض لوگوں کے جو تحفظات ہیں وہ دور ہوتے ہوئے نئے سِرے سے اور نئی راہیں کھلیں اور ہر ایک کو پتا چل جائے کہ حقیقی مسلمان اَمن، پیار اور محبّت کے علاوہ کچھ نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ہی مَیں نیک تمنّاؤں کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں اور پھر آپ سب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب دو بجکر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ خطاب کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُس جگہ تشریف لے گئے، جہاں مسجد صادق کا سنگِ بنیاد رکھا جانا تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعاؤں کے ساتھ بنیادی اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی نے مسجد کی بنیاد کی اینٹ رکھی۔ پھر بعد ازاں علی الترتیب درج ذیل جماعتی عہدیداران اور احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت جرمنی

محترم Thomas Berling صاحب مقامی میئر
محترمہ Helena Hoon نواحی قصبہ سے میئر کی نمائندہ
مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر
مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی
مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال
مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری
مکرم مستنصر احمد صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ
مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی
مکرم حسنات احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
مکرمہ امۃ الحئی صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی
مکرم راشد خان صاحب ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد
مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب ریجنل امیر وصدر جماعت نورڈہورن
مکرم خواجہ شبیر احمد صاحب سیکرٹری تربیت نورڈہورن
مکرم فصیح الدین عرفان صاحب زعیم انصاراللہ نورڈہورن
مکرم صالح احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نورڈہورن
محترمہ مبارکہ عرفان صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ نورڈہورن
مکرم عطاء الحلیم احمد صاحب، عزیزہ فوزیہ فیصل ملک واقفہ نو
عزیزم یحییٰ یوسف واقفِ نو

سنگِ بنیاد کی تقریب کے آخر پر حضورانور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضورانور لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ حضورانور نے ازراہِ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ اس کے بعد حضورانور مارکی میں تشریف لے آئے جہاں تمام مہمانوں کے لئے دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

اِس تقریب میں یکصد سے زائد مہمان شامل ہوئے جن میں میئر نورڈہورن Mr. Thomas Berling، Helena Hoon صاحبہ (ڈپٹی کاؤنٹی کمشنر)، Danila صاحبہ (میئر Emlichscheim)، میئر Neuenhaus، میئر Wietmarschen، Mr. Meinhard سابق میئر، Mr. Friedel Witte سابق میئر شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سٹی کونسل کے نمائندگان، سیاستدان، وکلاء، اساتذہ، پولیس چیف، پادری، ڈاکٹرز، طلباء اور دیگر فلاحی تنظیموں کے لوگ شامل تھے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد مہمان باری باری حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاس آکر شرفِ ملاقات پاتے رہے اور حضورانور ازراہِ شفقت مہمانوں سے گفتگو بھی فرماتے رہے۔ ایک سابق میئر Friedel Witte نے اس بات کا اظہار کیا کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو یہاں اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی تھی لیکن وہ یہاں نہ آسکے، کوئی موقع ہی نہیں بنا۔ اب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں ہمارے شہر میں تشریف لائے ہیں تو میری یہ خواہش پوری ہوگئی ہے کہ خلیفۃ المسیح ہمارے شہر میں آئیں۔

ذرائع ابلاغ کے نمائندگان سے گفتگو

اس مبارک تقریب کے موقع پر مندرجہ ذیل ذرائع ابلاغ کے متعدد نمائندگان بھی موجود تھے جنہوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا اور اسی روز اپنے چینلز پر نشر بھی کیا۔

1۔ TV NDR یہ نارتھ جرمنی کا ٹی وی چینل ہے جسے کئی ملین لوگ دیکھتے ہیں۔

2۔ EMS TV یہ ایک مقامی ٹی وی چینل ہے۔

3۔ FFN Radio یہ بھی نارتھ جرمنی کا ریڈیو ہے جسے ملینز کی تعداد میں لوگ سنتے ہیں۔

اِن نمائندگان نے درج ذیل سوالات پوچھے:

☆ آپ نے ابھی بتایا تھا کہ آپ نورڈہورن شہر سے گزر کر یہاں آئے ہیں۔ آپ کو اس شہر کی کیا چیز سب سے زیادہ پسند آئی ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں نے صاف ستھری سڑکوں، خوبصورت گھروں اور ایک خاموش اور پُرسکون علاقہ کا مشاہدہ کیا ہے۔

☆ آپ کو کیسا لگ رہا ہے کہ آپ دوبارہ جرمنی تشریف لائے ہیں اور ایک اور مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا ہے؟

اس پر فرمایا: ہماری خواہش ہے کہ جہاں بھی ہماری جماعت قائم ہو وہاں پر مسجد بھی موجود ہونی چاہئے۔ جس طرح سے ایک طبعی خواہش ہوتی ہے کہ جہاں بھی اِنسان رہے وہاں پر اس کا اپنا گھر بھی ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ جہاں بھی کوئی جماعت ہو وہاں پر ان کی مسجد بھی ہو جہاں وہ جمع ہوسکیں اور باجماعت عبادت کرسکیں۔

☆ جماعت Nordhorn کو ان کی مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں نے اپنی خواہش کا اظہار ابھی کیا ہے کہ جب یہ مسجد تعمیر ہوجائے تو ہماری جماعت کو اپنے اصل اخلاق اور اپنے مذہب کی اصل تصویر کے مظاہرہ میں مزید فعّال ہونا چاہئے اور اسلام امن، محبّت اور ہم آہنگی کا پیکر ہے، اس اعتبار سے مَیں امید کرتا ہوں کہ جب یہ مسجد تعمیر ہوجائے گی تو امن، محبّت اور ہم آہنگی کا پیغام اس سے پھیلے گا۔

اس تقریب کے بعد تین بجکر چالیس منٹ پر یہاں سے روانہ ہوکر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس ہوٹل Riverside تشریف لے آئے جہاں سوا چار بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔

مہمانوں کے تأثرات

مسجد صادق نورڈہورن کی تقریبِ سنگِ بنیاد میں شامل ہونے والے مہمانوں پر حضورانور کے خطاب نے گہرا اثر چھوڑا اور بہت سے مہمان اپنے دلی جذبات اور تاثرات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس تقریب میں ایک لوکل ٹی وی چینل کی چند نمائندہ خواتین بھی آئی ہوئی تھیں۔ انہوں نے حضورانور کا انٹرویو بھی لیا۔ انٹرویو کے بعد ان میں سے ایک نمائندہ خاتون Angie صاحبہ کہنے لگیں: ابھی جب میں آپ کے خلیفہ کا انٹرویو لے رہی تھی تو میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ ہوا ہے۔ مَیں اس واقعہ کو اپنے دوستوں کو نہیں بتاسکتی کیونکہ وہ سمجھیں گے کہ مَیں پاگل ہوگئی ہوں۔ مَیں شروع سے ہی روحانیت میں دلچسپی رکھتی ہوں۔ جب آپ کے خلیفہ خطاب فرما رہے تھے، تب میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ مَیں بھی حضور سے بات کروں۔ میرا پلان نہیں تھا کہ مَیں انٹرویو لوں لیکن اب یہ شدید خواہش پیدا ہوئی کہ کاش مَیں ایسا کرسکوں۔ پھر کہنے لگی کہ میرا یہاں آنا عجیب اتفاقات کے بعد ممکن ہوا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میڈیا نمائندگان سے گفتگو فرماتے ہوئے

ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ خدا مجھے یہاں لے آیا ہے اور خلیفہ سے ملایا ہے کیونکہ بظاہر ممکن نہ تھا کہ میں یہاں آتی۔

کہنے لگی کہ آپ کے خلیفہ سے ملاقات میرے بیان سے باہر ہے۔ ان کی آنکھوں کی طرف دیکھنا بہت ہی زیادہ عجیب تھا۔ مَیں نے ان کی آنکھوں میں ایک روشن Tunnel دیکھی اور مجھے یوں لگا جیسے مَیں خدا تعالیٰ کو محسوس کر رہی ہوں اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ شخص خدا کا خاص بندہ اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ انٹرویو کے دوران مَیں اردگرد سب کچھ بھول گئی۔ مجھے یہ بھی یاد نہیں رہا کہ مَیں نے حضور سے کیا کیا سوال کئے۔ بس مجھے صرف یہ یاد ہے کہ حضور کی آنکھیں بول رہی تھیں۔ مَیں یہ منظر کبھی نہیں بھول سکتی۔ مجھے یوں لگا جیسے مَیں اس دنیا میں نہیں ہوں۔ کہنے لگی کہ مَیں اس وقت بہت مشکلات سے گزر رہی ہوں لیکن یوں لگ رہا ہے کہ آج کی ملاقات کے بعد سارے مسائل حل ہو گئے ہیں۔ موصوفہ بار بار کہتی رہیں کہ یہ واقعہ مَیں کسی کو نہیں سنا سکتی کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ مَیں پاگل ہو گئی ہوں۔

☆ کیتھولک مذہب کے ایک پیرو جناب Paul Sholand صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مَیں چرچ جایا کرتا تھا لیکن وہاں مجھے ہمیشہ بے چینی ہوتی۔ پادری ہمیشہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا اور ہمیں گنہگاروں کی طرح حقارت سے دیکھتا۔ لیکن آج بہترین طریقہ سے مجھے خوش آمدید کہا گیا اور آپ کے خلیفہ نے مجھے اور نہ ہی کسی اَور کو حقارت سے دیکھا کیونکہ وہ بہت منکسر المزاج ہیں، حقیقی رہنما ہر ایک کی عزّت کرتے ہیں۔ خلیفہ کی شخصیت میں کسی قسم کی بناوٹ نہیں ہے بلکہ آپ کے وجود کو بہت ہی تسکین بخش محسوس کیا اور بزرگی اور بڑائی پائی اور آپ کو انسانوں کا ہمدرد پایا۔ اُن کا مزید کہنا تھا کہ حضور کی آواز کو بہت ہی خوش الحان پایا جسے سننا دل کو سکون دیتا ہے۔ تمام ماحول پیار، محبّت اور انسانی ہمدردی سے پُر پایا، اس اعتبار سے مَیں آج کا دن کبھی نہیں بھولوں گا۔

مقامی کونسلر محترمہ Mrs Jutta صاحبہ نے بیان کیا: مَیں خلیفۃ المسیح کا خوبصورت خطاب سن کر جذباتی ہو کر آبدیدہ ہو گئی۔ پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ حضور انور کے خطاب کے دوران احمدی اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایسی محبّت دیکھ کر مَیں بھی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی۔ حضور مقام و مرتبہ کے باوجود اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز نہیں سمجھتے بلکہ آپ کو بہت بے تکلف، سادہ اور انسانوں کے ہمدرد پایا۔ انہوں نے کہا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ ایسی بڑی شخصیت تاخیر سے آنے پر معذرت کرے گی۔ اس بات نے ہمیں حضور نے اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ احمدیوں کی اپنے امام سے محبّت دیکھ کر بہت متاثر ہوئی ہوں۔ آپ نے اپنی تقریر میں اَمن کی اہمیت، محبّت، رحم اور اتفاق پر اَمن کے پیامبر بن کر زور دیا۔ خلیفہ کی آواز نہایت سکون بخش ہے۔ جب خلیفہ کو دیکھتے ہیں تو ایک عجیب ناقابل بیان کیفیت ہو جاتی ہے۔ میں خلیفۃ المسیح کے پیغام سے بہت متاثر ہوئی ہوں اور اس سے اعتماد بھی بڑھا ہے۔

☆ سابق میئر صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں ابھی اپنے ساتھیوں کو کہہ رہا تھا کہ اتوار کو چرچ جانے کی ضرورت نہیں جو کچھ ضروری اور اچھا تھا خلیفہ نے کہہ دیا ہے۔

☆ ایک سیاستدان کا کہنا تھا کہ جب حضور ہال میں تشریف لائے تو وہ حضور کو دیکھتا رہ گیا۔ ایسا اس نے پہلے کبھی اپنی زندگی میں محسوس نہیں کیا تھا۔

☆ قریبی قصبہ Emlichhein سے آئی ہوئی نمائندہ خاتون نے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ہم نے محسوس کیا ہے کہ حضور کو بہت گہری فراست حاصل ہے، آپ نے سیاست دانوں کے خطابات پر تبصرہ کیا اور شہر کے بارہ میں بھی جامع الفاظ میں تبصرہ کیا۔ آپ مقامی شہریوں سے بڑے پیار سے مخاطب ہوئے اور تاخیر سے پہنچنے کی معذرت کر کے اپنے وقار میں اضافہ کیا ہے۔

☆ ایک جرمن مہمان خاتون Eda صاحبہ نے بیان کیا: حقیقت میں یہ بہت اچھی تقریب تھی۔ مَیں اسلام کے بارہ میں زیادہ نہیں جانتی تھی۔ لیکن آج خلیفۃ المسیح نے بہت اعلیٰ طریقہ سے سمجھایا۔ مجھے ان کی شخصیت بہت عظیم لگی۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ وہ واقعی انسانیت کے ہمدرد ہیں، وہ دنیا میں اَمن قائم کرنے میں کوشاں ہیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ اپنے ہمسایوں کا خیال رکھیں۔ آپ کے پیغام نے مجھ پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔

☆ ایک جرمن دوست Mr G Viers نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا: مَیں مذہباً کیتھولک ہوں اور آج مَیں نے ایک اور خوبصورت مذہب یعنی اسلام کے بارہ میں سیکھا ہے۔ خلیفہ کی تقریر سے مجھے اسلام پر زیادہ تحقیق کرنے کا شوق ہوا ہے۔ انہوں نے ہمیں اسلام کی حقیقت کا بتایا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ اسلام کی بنیادیں محبّت، آزادی اور اَمن پر قائم ہیں۔ مجھے سب سے اچھی بات یہ لگی کہ انہوں نے کہا کہ اسلام ہمسایوں کے حقوق پر بہت زور دیتا ہے۔

☆ ایک پولیس افسر Mr Sandfort صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے موصوف نے کہا: خلیفہ کا پیغام اَمن کا پیغام تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اسلام ایک عمدہ مذہب ہے اور اسے خوش آمدید کہنا چاہئے نہ کہ اس سے

خوفزدہ ہونا چاہئے۔ خلیفہ کی یہ بات کہ ہم سب خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں مجھے بہت اچھی لگی۔ یہ بات نہ صرف میرے دل کو لگی بلکہ میرے دل میں ہمیشہ کے لیے گھر کر گئی۔

☆ ایک جرمن دوست Mr Reinhold Valken صاحب نے کہا: خلیفۃ المسیح کا پیغام امن کا پیغام تھا۔ میرے لئے آج کا دن بے مثال تھا۔ مَیں پہلے کبھی اتنی اچھی تقریب میں شامل نہیں ہوا۔ خلیفہ نے مہاجرین اور انسانیت کی خدمت کے حوالہ سے جو پیشکش کی وہ دل کو گرما دینے والی ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ لوگ جو پیغام دیتے ہیں اس پر خود بھی عمل کرتے ہیں۔

☆ ایک جرمن خاتون Miss Anika Mollman نے بیان کیا: مَیں مذہبی نہیں ہوں اور نہ مَیں کسی مذہب پر ایمان رکھتی ہوں۔ پہلے مجھے پتا نہیں تھا کہ دنیا میں ایک خلیفہ ہے۔ لیکن آج جب مَیں نے اس خلیفہ کو دیکھا اور سنا تو مَیں نے سوچا کہ یہ لوگوں کے لیے ایک ’نمونہ‘ ہیں۔ آج مَیں اسلام کے بارہ میں بہترین رائے لے کر جا رہی ہوں۔ مَیں نے سیکھا ہے کہ مسجد صرف عبادت کے لئے نہیں ہے بلکہ لوگوں کی خدمت کے لئے بھی ہے اور یہ کہ مسجد ہمسایوں کا خیال رکھنے کی بھی جگہ ہے نیز یہ کہ مسجد اَمن پھیلانے کا مقام ہے۔ اسلام کے بارہ میں تمام سوالات یا خوف جو کسی انسان کو ہو سکتے ہیں خلیفۃ المسیح کے خطاب سے دُور ہو جاتے ہیں۔

☆ ایک نوجوان طالبعلم لڑکی Neela نے کہا کہ وہ اسلام کے بارہ میں کچھ نہیں جانتی تھی۔ لیکن مَیں نے آج اس تقریب کے ماحول اور خلیفۃ المسیح کے خطاب کو بہت مثبت اور دوستانہ پایا۔ سب سے بڑھ کر مَیں نے یہ سیکھا کہ اسلام اَمن کا مذہب ہے۔

☆ ایک خاتون محترمہ Mrs Suzanne Koch نے بیان کیا: مَیں خلیفہ کا خطاب سن کر حیران رہ گئی۔ سارا خطاب ہی اَمن اور ہمسایوں کے خیال رکھنے کے بارہ میں تھا۔ اس زمانہ میں اس قسم کے پیغام کی اشدّ ضرورت ہے کیونکہ لوگ اسلام یا مہاجرین سے ڈرتے ہیں۔ جبکہ خلیفۃ المسیح نے ہمارے اس خوف کو ختم کیا۔ اکثر لوگ خود غرض ہوتے ہیں لیکن حضور انور نے کہا کہ بے نفس ہو جائیں اور دوسروں کا خیال رکھیں۔

☆ ایک مہمان صحافی نے بیان کیا کہ: میرا ارادہ تھا کہ اس تقریب کے بعد میں خلیفۃ المسیح کا انٹرویو کروں گا لیکن خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر کسی قسم کے انٹرویو کی ضرورت نہ رہی کیونکہ انسان کے ذہن میں اسلام کے بارہ میں جو بھی ممکنہ خوف یا سوالات آسکتے تھے ان سب کا جواب خلیفۃ المسیح نے اپنے خطاب میں دے دیا۔

☆ ایک خاتون Mrs Monika Wasserman صاحبہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آج کی یہ تقریب بہت شاندار تھی۔ خلیفۃ المسیح نے جو پیغام دیا وہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مَیں مذہباً کیتھولک ہوں لیکن آج مجھے پتہ چلا ہے کہ ہمارے درمیان بہت سی چیزیں مشترک ہیں۔ خلیفۃ المسیح کی باتوں نے میرے دل پر اثر ڈالا ہے۔ آج مَیں نے پہلی مرتبہ اسلام کی حقیقت کو سمجھا ہے[1]۔

میڈیا میں تذکرہ

نورڈھورن کی مقامی اخبار Grafschafter Nachrichten نے اس تقریب کی خبر دیتے ہوئے لکھا کہ نورڈھورن میں سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب کے موقع پر رُوحانی پیشوا نے خدا کی عبادت کرنے، ہر انسان کے حقوق کا احترام کرنے اور سب کے ساتھ عزّت اور مدد کے جذبے کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کی۔ (حضرت) مرزا مسرور احمد نے پاکستان کی قومی زبان اردو میں خطاب کرتے ہوئے کہا: ’’سچے مسلمان اَمن، محبّت اور ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہیں‘‘۔ یہ خطاب دعاؤں کے ساتھ منعقدہ اس پُروقار تقریب میں موجود تقریباً 100 مہمانوں کے لیے بیک وقت ترجمہ کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ بھلائی کرے اور اس کے ساتھ اَمن و آشتی کے ساتھ زندگی گزارے۔ اسی وجہ سے یہ بالکل فطری بات ہے کہ نورڈھورن کی تقریباً 30 افراد پر مشتمل جماعت، جو 1985ء میں قائم ہوئی اور تب سے شہر کی عوامی زندگی میں سرگرم کردار ادا کر رہی ہے، شہر اور ضلع میں موجود کثیر تعداد میں پناہ گزینوں کی مدد کرنا چاہتی ہے۔ شہر نورڈھورن اور ضلع کے نمائندوں نے اپنے خیر مقدمی خطابات میں اس بات پر زور دیا کہ احمدیہ جماعت اپنے تعمیری منصوبے کے ساتھ نورڈھورن میں ہر دلعزیز ہے۔ نورڈھورن ایک کشادہ دل اور روادار شہر کے طور پر جانا جاتا ہے اور عملی بین المذاہب ہم آہنگی کی مثال ہے، جہاں مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ ...

اس نئی عمارت کی تعمیر جرمنی میں مقیم جماعت کے اراکین کے عطیات سے کی جا رہی ہے۔ نورڈھورن کی احمدیہ جماعت کے ترجمان بہزاد احمد نے کہا: ’’نورڈھورن کے عوام نے ہمیشہ ہمارے ساتھ کھلے دل اور رواداری کا مظاہرہ کیا ہے‘‘۔ انہوں نے مزید بتایا کہ مسجد میں جمعہ کا خطبہ اصولاً جرمن زبان میں دیا جاتا ہے، جو احمدی مسلمانوں کی جانب سے جرمنی سے وابستگی کا ایک واضح اظہار ہے[2]۔

1- اس رپورٹ کے مرتّب کرنے میں محترم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر کی تحریر کردہ رپورٹ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن 4 دسمبر 2015 سے استفادہ کیا گیا ہے۔

2- https://www.gn-online.de/nordhorn/ahmadiyya-muslime-legen-grundstein-fuer-moschee-127543.html

Ahmadiyya-Muslime legen Grundstein für Moschee

Die Ahmadiyya-Gemeinde baut in Nordhorn eine Moschee. Begleitet von großen Sicherheitsvorkehrungen und einer weltweiten Fernseh-Liveübertragung legte heute das geistliche Oberhaupt aller Ahmadiyya-Muslime den Grundstein.

Kalif Hadhrat Mirza Masroor Ahmad (links) legte heute den Grundstein für die „Sadiq Moschee – Haus der Wahrhaftigkeit" an der Sachsenstraße in Nordhorn.

Von Thomas Kriegisch

Nordhorn. Der im Londoner Exil lebende Kalif Hadhrat Mirza Masroor Ahmad ist das Oberhaupt von weltweit mehreren zehn Millionen Gläubigen der Ahmadiyya Muslim Jamaat. In Deutschland zählt die Gemeinde, die in Hessen und Hamburg die einzige und erste als Körperschaft des öffentlichen Rechts anerkannte muslimische Religionsgemeinschaft ist, insgesamt 40.000 Mitglieder.

Das geistige Oberhaupt rief bei der Grundsteinlegung in Nordhorn dazu auf, Gott zu dienen und die Rechte eines jeden Menschen zu achten und ihm mit Respekt und Hilfsbereitschaft zu begegnen: „Wahre Muslime verbreiten Frieden, Liebe und Harmonie", sagte der 1953 geborene Mirza Masroor Ahmad in der pakistanischen Landessprache Urdu, die simultan für die rund 100 Gäste der feierlichen Zeremonie mit Gebeten übersetzt wurde. Es sei Pflicht eines jeden Menschen, dem Nachbarn Gutes zu tun und mit ihm in Harmonie und Frieden zu leben. Aus diesem Grund sei es selbstverständlich, dass die rund 30 Mitglieder starke Nordhorner Gemeinde, die 1985 gegründet wurde und seitdem am öffentlichen Leben der Stadt teilnimmt, bei der Betreuung der vielen Flüchtlinge in Stadt und Landkreis helfen wolle.

Vertreter der Stadt Nordhorn und des Landkreises wiesen in Grußworten darauf hin, dass die Ahmadiyya-Gemeinde mit ihrem Bauvorhaben in Nordhorn willkommen sei. Nordhorn zeichne sich als eine weltoffene Stadt und als Ort der gelebten Ökumene aus, der viele Glaubensrichtungen beherberge.

2016/2017 soll an der Sachsenstraße der Bau der „Sadiq Moschee – Haus der Wahrhaftigkeit" mit zwei Gebetsräumen und einem Mehrzweckraum auf einer Nutzfläche von rund 475 Quadratmeter fertiggestellt sein. Rund 100 Gläubigen wird die Moschee mit Minarett dann zum Gebet und Gemeindeleben Platz bieten. Dazu erwarb die rund 30 Mitglieder starke Nordhorner Gemeinde, die 1985 gegründet wurde und seitdem kontinuierlich am öffentlichen Leben der Stadt teilnimmt, ein 1574 Quadratmeter großes Grundstück. Finanziert wird der Neubau durch Spenden der in Deutschland lebenden Gemeindemitglieder.

„Die Bevölkerung in Nordhorn ist uns stets mit großer Offenheit und Toleranz begegnet", sagte der Sprecher der Nordhorner Ahmadiyya-Gemeinde, Behzad Ahmad. Die Freitagspredigt in der Moschee werde grundsätzlich auf Deutsch gehalten und sei ein sichtbares Bekenntnis der Ahmadiyya-Muslime zu Deutschland.

Grafschafter Nachrichten 14.10.2015

مرتبہ: سید سعادت احمد

نورڈہورن

© Stadt Nordhorn

جرمنی کے شمال وسطی علاقہ سے شروع ہو کر انتہائی مغرب تک پھیلے ہوئے صوبہ Niedersachsen کا شہر نورڈہورن دراصل Graftschaft Bentheim کے ضلع (Kreis) کا ایک شہر ہے جو عین ہالینڈ کی سرحد پر آباد ہے اور اپنی قدرتی دلکشی، آبی گزرگاہوں اور منظّم شہری زندگی کی وجہ سے خاص شہرت رکھتا ہے۔ اِس کا کل رقبہ 150 مربع کلومیٹر ہے اور آبادی تقریباً 56000 ہے۔ جنگ عظیم دوم کے بعد تقریباً دس ہزار افراد مشرقی جرمنی سے یہاں آکر آباد ہوئے۔ یہاں پناہ گزینوں کے لئے ایک مرکز بھی ہے جس میں دو ہزار مہاجرین کی گنجائش ہے۔

نورڈہورن شہر کے نام کے بارے میں مؤرخین کے مختلف خیالات ہیں۔ اکثر کا خیال ہے کہ نورڈہورن کا نام ہنگامی صورت حال سے خبردار کرنے والے اَلارم سے اَخذ کیا گیا ہے، جو قدیم زمانہ میں پہرے دار استعمال کرتے تھے تاکہ اس کے نواح میں بہنے والے دریائے Vechte کے کنارے آباد ایک جزیرہ کے رہائشیوں کو کسی ممکنہ حملے سے آگاہ کیا جاسکے۔ یہ شہر چونکہ Bentheim کے شمال میں واقع ہے، اس لیے اس کے ساتھ نورڈ یعنی شمالی کا لفظ لگا دیا گیا۔ ایک اور خیال دریائے Vechte سے وابستہ ہے جہاں کشتی بان دُھند کے دوران ہارن کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے تھے۔ اسی روایت کی یاد میں 1970ء کی دہائی میں بندرگاہ پر کانسی سے بنی ہوئی ''ٹوٹر'' نامی یادگار نصب کی گئی۔ بعض محققین کے مطابق، نورڈہورن ابتدائی قرونِ وسطیٰ میں ایک بندرگاہی بستی تھی، جس کے قومی نشان میں جانور کا سینگ بطور علامت استعمال ہوتا تھا۔ تاریخی دستاویزات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر کو مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے پکارا گیا اور بالآخر 1827ء میں اسے باضابطہ طور پر نورڈہورن کا نام دیا گیا۔

نورڈہورن اپنی صاف فضا، منظّم طرزِ زندگی، قدرتی حُسن اور پُرسکون ماحول کی وجہ سے جانا جاتا ہے۔ یہ شہر رہائش کے لیے ایک بہترین جگہ سمجھا جاتا ہے جہاں زندگی آرام دہ اور محفوظ ہے۔ یہاں کے لوگ سادہ، محنتی اور مہمان نواز ہیں۔ شہر میں مختلف ثقافتی تقریبات اور مقامی میلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے جو لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں۔ یہاں لوگ سواری کے لیے کثرت سے بائیسکل استعمال کرتے ہیں۔

نورڈہورن کا ذکر صدیوں پہلے تاریخی دستاویزات میں ملتا ہے۔ ابتدا میں یہ علاقہ زیادہ تر زراعت پر مشتمل تھا لیکن بعد میں یہاں صنعت نے ترقی کی۔ بالخصوص کپڑا سازی کی صنعت نے شہر کی معیشت کو مضبوط بنایا اور نورڈہورن ایک اہم صنعتی مرکز بن گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ جب صنعتوں میں کمی آئی تو شہر نے خود کو جدید دور کے مطابق ڈھالا اور تجارت، تعلیم اور سیاحت کے میدان میں ترقی کی۔

نورڈہورن قدرتی حُسن سے مالا مال ہے جہاں مختلف تفریحی مقامات موجود ہیں۔ شہر میں موجود پارک بچوں اور سیاحوں کے لیے خاص کشش رکھتے ہیں۔ ایک خوبصورت جھیل Vechtesee ہے جو سیر و تفریح اور کشتی رانی سے لطف اندوز ہونے کے لیے مشہور ہے۔ ٹیکسٹائل میوزیم شہر کی صنعتی تاریخ کو اُجاگر کرتا ہے۔ Tierpark Nordhorn بچوں اور بڑوں کے لیے ایک بہترین تفریحی مقام ہے جہاں مختلف جانور دیکھے جاسکتے ہیں۔

© Heribert Duling, via Wikimedia Commons, CC BY-SA 3.0 DE
Rathaus

© Heribert Duling, via Wikimedia Commons, CC BY-SA 3.0 DE
Vechtesee

مکرم مبارز احمد جاوید صاحب

مسجد صادق نورڈہورن

سنگِ بنیاد سے تعمیر تک

مسجد صادق نورڈہورن کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، افرادِ جماعت کی دعاؤں اور قربانیوں کا ثمرہ ہے۔ مسجد کے سنگِ بنیاد کے وقت جماعت نورڈہورن کے افراد کی تعداد محض 25 تھی، لیکن ان کے دِلوں میں مسجد کے لیے غیرمعمولی جوش و جذبہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور انہیں مسجد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی، الحمدللہ۔ اللہ کرے کہ یہ مسجد افرادِ جماعت کی تعلیمی و تربیتی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا بھی ذریعہ ثابت ہو، آمین۔ مسجد کا نقشہ ابتدائی طور پر شعبہ سو مساجد میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پانے والی خاتون آرکیٹیکٹ مکرمہ مبشرہ الیاس صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب) نے بنایا، 2018ء میں جب اس میں تبدیلیاں کی گئیں تو مکرم مصطفےٰ لانچ صاحب اس کے آرکیٹیکٹ تھے۔

تعمیر کا آغاز

مقامی محکمہ تعمیرات سے مسجد کا نقشہ منظور ہونے کے بعد تعمیراتی اجازت نامہ ملا تو خیال تھا کہ مسجد کی تعمیر کسی تعمیراتی کمپنی کے ذریعے کرا لی جائے۔ لیکن اُس وقت جرمنی میں تعمیراتی کام عروج پر ہونے کی وجہ سے کسی کمپنی سے مناسب معاہدہ نہ ہو سکا۔ انہی حالات میں ایک مقامی دوست محترم عطاء الحلیم احمد صاحب اپنے ایک دوست مکرم منصور احمد صاحب (جماعت کیل) کے ساتھ مل کر اس منصوبے کی مالی ذمہ داری اٹھانے کے ساتھ ساتھ مکمل تعمیراتی ذمہ داری بھی سنبھالی جس پر شعبہ جائیداد نے انہیں اس پراجیکٹ کی مکمل ذمہ داری سونپ دی۔

2018ء کے آغاز میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پورے منصوبے پر ازسرنو غور کیا جائے۔ جس کے تحت بہتر منصوبہ بندی کی گئی، تعمیر پر اُٹھنے والے اخراجات میں کمی کے لیے مسجد کے ڈیزائن میں بعض ضروری تبدیلیاں کی گئیں اور مسجد کو ماڈیولر سسٹم کے بجائے روایتی تعمیر (Massivbau) کے ذریعے خود بنانے کی منصوبہ بندی کی گئی۔ علاوہ ازیں رضاکارانہ خدمت کو منصوبے کا باقاعدہ حصہ بنایا گیا۔ اس موقعہ پر خاکسار راقم الحروف (مبارز احمد جاوید) کو اس تعمیراتی منصوبہ کا نگران مقرر کیا گیا اور خاکسار کو مسجد کی تکمیل تک یہ ذمہ داری نبھانے کا موقع ملا۔

چنانچہ سب سے پہلے زمین کے 453 مربع میٹر رقبہ پر کنکریٹ کی ٹھوس اور مضبوط تہہ (Bodenplatte) ڈالی گئی جو بیرونی اطراف سے 80 سینٹی میٹر موٹی ہے جبکہ اس کا اندرونی حصّہ 25 سینٹی میٹر موٹا ہے۔ اس بنیادی فرش پر مسجد کی عمارت تعمیر کی گئی جس میں عمارت کے داخلی دروازے پر سات محرابی ستونوں والا ایک کشادہ مسقّف دالان، عمارت میں داخل ہونے کے ساتھ ہی کثیر المقاصد ہال، مردوں اور مستورات کے لیے نمازوں کے علیحدہ علیحدہ ہال، لائبریری، دفتر، باورچی خانہ، بیوت الخلاء اور محراب کی عقبی جانب مربی ہاؤس شامل ہے۔

مسجد کی تعمیر کے دوران بعض ایسے مواقع آئے جہاں معجزۃً اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت شامل حال ہوئی۔ مثلاً تعمیر کے دوران 2018ء میں جب نقشے میں بڑی تبدیلیاں کی گئیں تو جرمن قانون کے مطابق اس کی ازسرنو منظوری

حاصل کرنا ضروری ہوتی ہے۔ لیکن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور متعلقہ محکمہ نے اسے محض ایک معمولی تبدیلی قرار دے کر فوری اور کم خرچ میں منظور کر لیا۔ علاوہ ازیں دوبارہ منظوری کے بعد جب مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا تو کرونا کی وبا شروع ہو گئی اور تعمیراتی سامان کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگ گئیں اور ہر تعمیراتی منصوبہ بجٹ سے باہر ہونے لگا، لیکن مسجد صادق محض 765,000 یورو میں مکمل ہو گئی۔ یہ مارکیٹ کے عمومی نرخوں کے مقابلہ میں تقریباً 44 فیصد کم ہے جو صرف رضاکارانہ کام کی بدولت ممکن ہوا۔

جس دن مینار نصب کیا جانا تھا، اس روز جمعہ تھا اور ایک حیرت انگیز واقعہ ہوا، مینار جب مسجد پہنچا تو معلوم ہوا کہ متعلقہ کمپنی سے اس میں سوراخ کرنا رہ گئے ہیں اور عام ڈرل مشین سے اسٹیل میں سوراخ کرنا ممکن نہ تھا۔ ایسے میں سخت پریشانی ہوئی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس طرح دور کر دیا کہ اسی سٹیل فیکٹری کے ایک ملازم نے اپنی خاص مشین لاکر مطلوبہ سوراخ کر دیے اور کوئی معاوضہ بھی نہ لیا۔ یوں پروگرام کے عین مطابق مینار نصب کر دیا گیا۔ مسجد کی تعمیر کے دوران پوری جماعت کے دوستوں نے مل کر وقارِ عمل میں حصہ لیا۔ تاہم مندرجہ ذیل دوستوں نے خصوصی تکنیکی نوعیت کے کاموں میں غیر معمولی خدمت سرانجام دی، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

1۔ محترم حسن نعیم صاحب کو بالخصوص بنیاد (Bodenplatte) کے کام میں خدمت کا موقع ملا۔ اس کام پر بالعموم 40 سے 50 ہزار یورو تک خرچ آتا ہے جسے آپ نے مقامی خدام کے ساتھ مل کر رضاکارانہ طور پر سرانجام دیا۔ 2۔ مکرم طیّب احمد صاحب ملازمت کے بعد قریباً ہر روز اور چھٹی کے دن خدمت کرتے رہے۔ 3۔ مکرم منصور خلیل صاحب (Bad Hersfeld) چھٹی کے روز 300 کلومیٹر کا سفر طے کر کے آتے اور تعمیر کے کام میں مدد کرتے۔ 4۔ مکرم نور گوندل صاحب 400 کلومیٹر سے زائد کا فاصلہ طے کر کے آتے اور مقامی خدام کے ساتھ مل کر پینٹ کا کام سرانجام دیتے۔ 5۔ مکرم محمد حفیظ صاحب کو ساؤنڈ سسٹم کی تنصیب میں اہم خدمت کا موقع ملا۔ آپ نے خود دیواروں میں شگاف ڈالے، تاریں بچھائیں اور مکمل ساؤنڈ سسٹم نصب کیا۔ اسی طرح Mustafa Ljaic صاحب نے اس ضمن میں قابل قدر خدمت کی توفیق پائی۔ 6۔ کیمرا سسٹم اور آئی ٹی سسٹم نصب کرنے میں ابو بکر عزیز صاحب، عثمان عزیز صاحب اور عمر عزیز صاحب (جماعت اوسنابرک) نے شاندار خدمات انجام دیں۔ 7۔ بجلی کے کام میں مکرم ندیم احمد صاحب نے نہایت محنت کے ساتھ خدمت کی۔ 8۔ مکرم صالح احمد صاحب اور مکرم سرفراز احمد صاحب ہمہ جہت فنی صلاحیتوں کے حامل رضاکار کے طور پر سامنے آئے جنہوں نے ہر شعبے میں کام کیا۔ اسی طرح پورے تعمیراتی عمل میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ 9۔ مکرم نوید اقبال صاحب جماعت ماربرگ نے مسجد کے اندر اور کھڑکیوں کی بیرونی اطراف قرآنی آیات کی خطّاطی کرنے کی سعادت حاصل کی۔ 10۔ مکرم جہانزیب شاکر صاحب نے مہمانوں کے قیام وطعام کے انتظام میں خدمت سرانجام دی اور تقریباً ہر شعبے میں عملی طور پر حصہ لیا۔ مہمان نوازی کے انتظامات میں انہیں لجنہ اماءاللہ نورڈہورن کا غیرمعمولی تعاون حاصل رہا۔

ایک نہایت متاثر کن مثال Hassan Özdemir صاحب کی بھی ہے جو ابھی جماعت میں شامل نہیں، مگر صرف اللہ کے گھر کی خدمت کے جذبہ سے اسٹٹگارٹ سے خصوصی طور پر آئے۔ ساٹھ برس کی عمر میں انہوں نے ایک ہی دن میں مسجد کے تمام بھاری دروازے نصب کیے، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اگرچہ بہت سے کام رضاکارانہ تھے، تاہم کچھ شعبہ جات مثلاً چھت، ہیٹنگ، وینٹیلیشن اور سینیٹری وغیرہ ماہر اور رجسٹرڈ کمپنیوں کے سپرد کیے گئے، کیونکہ ان تکنیکی شعبوں میں معیار اور گارنٹی کو یقینی بنانا ضروری ہوتا ہے۔ مسجد کا قطعہ زمین 1600 مربع میٹر پر مشتمل ہے جس میں سے 530 مربع میٹر پر عمارت تعمیر ہوئی ہے۔ مسجد کے دونوں ہالوں میں 150 نمازیوں کی گنجائش موجود ہے۔

تعمیراتی کام کی ٹائم لائن

- اکتوبر 2015ء: سنگِ بنیاد
- دسمبر 2017ء: ابتدائی تعمیراتی منظوری
- جنوری 2018ء: پراجیکٹ کی نئی منصوبہ بندی
- مئی 2019ء: زمینی کام کا آغاز
- نومبر 2019ء: تعمیر کی نئی منظوری
- مارچ 2020ء: کنکریٹ کی مضبوط اور ٹھوس تہہ (Bodenplatte) کی تکمیل
- دسمبر 2020ء: عمارت کے ڈھانچہ کی تکمیل
- جنوری 2021ء: مینار کی تنصیب
- مئی 2022ء: مسجد استعمال کے لیے تیار
- 6 دسمبر 2025ء: افتتاحی تقریب

مسجد کی تعمیر کے دوران وقارِ عمل کے چند مناظر

مکرم عرفان احمد خان صاحب

افتتاحی تقریب

مسجد صادق نورڈھورن

مؤرخہ 6 دسمبر 2025ء کو جماعت نورڈھورن میں قائم جماعت احمدیہ کو اپنے ہاں تعمیر ہونے والی مسجد کے افتتاح کی سعادت حاصل ہوئی، الحمدللہ۔ اس مسجد کا سنگِ بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت 14 اکتوبر 2015ء کو رکھا تھا۔

مسجد مئی 2022ء میں مکمل تیار ہو چکی تھی تاہم باقاعدہ افتتاح کے لئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جرمنی میں آمد کا انتظار تھا۔ اواخر 2025ء میں حضورانور کی طرف سے یہ اطلاع موصول ہونے پر کہ جو مساجد مکمل ہو چکی ہیں ان کا افتتاح کر دیا جائے، مسجد صادق کے افتتاح کے لیے 6 دسمبر کی تاریخ مقرر کی گئی۔ افتتاح سے ایک روز قبل نیشنل عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی کی میٹنگ بھی مسجد صادق نورڈھورن میں منعقد ہوئی، اس طرح ممبران مجلس عاملہ کو بھی افتتاحی تقریب میں شامل ہونے کا موقع میسر آ گیا۔ افتتاح کے لیے مسجد کو عمدگی اور سادگی سے سجایا گیا تھا۔ مسجد کے عقبی لان میں کھانے کے لیے ایک بڑی مارکی لگائی گئی تھی۔ مقامی احباب اپنے اپنے سپرد مختلف ذمہ داریاں ادا کرنے میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ مسجد کے بیرونی دروازے پر بڑی سکرین نصب تھی جس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصاویر اور اقتباسات ہمہ وقت نمایاں دکھائی دے رہے تھے اور سڑک پر سے گزرنے والے لوگوں کی توجہ کھینچ رہے تھے۔ مستقبل میں اس سکرین پر اوقاتِ نماز دکھائے جایا کریں گے، انشاءاللہ۔

افتتاحی تقریب کا آغاز 6 دسمبر 2025ء بروز ہفتہ دوپہر بارہ بجکر چالیس منٹ پر ہوا۔ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے ممبران جماعت کی موجودگی میں افتتاحی تختی کی نقاب کشائی کی اور اجتماعی دعا کروائی۔ بارہ بجکر پینتالیس منٹ پر مکرم صالح احمد صاحب نے اذان دی اور ایک بجے مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی کی اقتداء میں نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد سوا بجے دوپہر مسجد میں افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت مکرم نیشنل امیر صاحب نے کی جبکہ آپ کے ساتھ سٹیج پر مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی اور مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب صدر جماعت وریجنل امیر موجود تھے۔ مکرم جاذب عزیز صاحب مربی سلسلہ نے سورۃ البقرۃ کی آیات 127 تا 130 تلاوت کیں اور جرمن واردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ بعدازاں مکرم صالح احمد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام ''تری محبّت میں میرے پیارے ہر اِک مصیبت اٹھائیں گے ہم'' نہایت خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا جس کے درج ذیل شعر نے ماحول کو بہت پُر کیف بنا دیا

وہ شہر جو کفر کا ہے مرکز، ہے جس پہ دینِ مسیح نازاں
خدائے واحد کے نام پر اک اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم

نظم کے بعد انہوں نے اس کا جرمن ترجمہ بھی پیش کیا۔ جس کے بعد ابتدائی تعارفی الفاظ میں مکرم نیشنل امیر صاحب نے بتایا کہ ہماری روایت یہی رہی ہے کہ جرمنی میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ہاتھوں سے مساجد

کا افتتاح ہوتا ہے۔ لیکن ستمبر 2023ء کے بعد ابھی تک دوبارہ ایسا ممکن نہیں ہو سکا۔ اب حضور انور کی اجازت سے مساجد کے افتتاح کی تقاریب کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ ان تعارفی کلمات کے بعد مکرم حماد احمد صاحب نیشنل سیکرٹری جائیداد جرمنی نے مسجد کا تعارف کرایا اور بتایا کہ سو مساجد سکیم کے تحت تعمیر ہونے والی اس مسجد کا تمام خرچ مکرم عطاء الحلیم احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ جرمنی اور مکرم منصور احمد صاحب ایڈیشنل سیکرٹری مال جرمنی نے ادا کیا ہے۔ نیز بتایا کہ اس مسجد کی تعمیر کے پراجیکٹ انچارج (Bauleiter) نوجوان سِول انجینئر مکرم مبارز احمد جاوید صاحب ابن مکرم مبارک احمد جاوید صاحب تھے جنہوں نے بہت محنت سے کام کیا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اس کے بعد پراجیکٹ انچارج مکرم مبارز احمد جاوید صاحب نے ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی جس کے ساتھ سلائیڈز کی مدد سے مسجد کی تعمیر کے مختلف مراحل کی تفصیل سے آگاہ کیا۔ نیز اُن خدام کا ذکر کیا جن کو مسجد کی تعمیر کے دوران غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی۔ اس تاریخی موقع پر احمدی بچیوں نے مختلف ترانے بھی پیش کیے۔ بعد ازاں مکرم نیشنل امیر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جرمنی میں دو سال کے وقفہ کے بعد مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے حضور انور کی موجودگی میں افتتاحی تقریب کا منظر اَور ہوتا ہے۔ ہمیں دعا اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم سو مساجد کا ہدف حضور انور کے دورِ خلافت میں پورا کرنے والے ہوں۔ حضور کی تو خواہش ہے کہ جرمنی کے ہر شہر میں مسجد بنائی جائے۔ ہم جرمنی کے چاروں کونوں پر آباد شہروں میں مسجد بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں لیکن ہمارا ہدف جرمنی کے ہر شہر میں مسجد بنانا ہے۔ مسجد اپنے اندر مقناطیسی خاصیت رکھتی ہے۔ اس سے جماعت میں روحانی بیداری پیدا ہوتی ہے۔

امیر صاحب کی تقریر کے بعد صدر جماعت و ریجنل امیر مکرم اشتیاق احمد ناصر صاحب نے وقارِ عمل میں نمایاں حصہ لینے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے سنگِ بنیاد کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک الفاظ ''شہر بھی خوبصورت ہے اور یہاں کے لوگ بھی خوبصورت ہیں'' دہراتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ مسجد کی تعمیر کے بعد اسلام کی تعلیم کو زیادہ بہتر انداز میں مقامی لوگوں کے دلوں میں اتارنے کی ذمہ داری پوری کریں گے۔ دو بجکر تیس منٹ پر مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

تقریب کے اختتام پر بعض گروپ تصاویر اتاری گئیں جس کے بعد تمام مہمانوں نے ایک ساتھ دوپہر کا کھانا تناول کیا۔ مہمانوں میں قریبی جماعتوں کے ممبران کے علاوہ فرانکفرٹ سے بھی ایک خاصی تعداد شامل تھی۔ فرانکفرٹ سے نیشنل شعبہ سمعی وبصری کی ٹیم بھی افتتاحی تقریب کی کوریج کے لیے موجود تھی جس نے اپنے فرائض نہایت مستعدی سے سرانجام دیے۔ تصاویر بنانے کے ساتھ ساتھ تقریب کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی کی گئی۔ مکرم جاوید احمد صاحب کی نگرانی میں شعبہ ضیافت کی ٹیم نے بھی بہت محنت سے کام کیا، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی افتتاحی تقریب کے دوران خطاب فرما رہے ہیں

مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی تختی کی نقاب کشائی کے بعد اجتماعی دعا کرواتے ہوئے

تحریک وقف جدید اور جماعت احمدیہ جرمنی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 9 جنوری 2026ء میں تحریکِ وقفِ جدید کے 69 ویں سال کے اجرا کا اعلان فرمایا نیز گزشتہ سال افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کی جانب سے پیش کی جانے والی مالی قربانیوں کا ذکر فرمایا۔ امسال جماعت احمدیہ جرمنی وصولی کے لحاظ سے دنیا بھر کی جماعتوں میں تیسرے نمبر پر رہی، الحمدللہ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں نمایاں قربانی کرنے والی جرمنی کی درج ذیل جماعتوں کا بھی ذکر فرمایا۔

لوکل امارات

(1) ہمبرگ (2) فرانکفرٹ (3) ویزبادن
(4) ریڈشٹڈ (5) گروس گیراؤ

جماعتیں

(1) روڈگاؤ (2) نیڈا (3) نوئے وِیڈ
(4) روڈرمارک (5) وائن گارٹن (6) فلورس ہائم
(7) برلن (8) کوبلنز (9) مہدی آباد
(10) پنے برگ

ریجنز (دفتر اطفال)

(1) ویزبادن (2) ہمبرگ (3) ہیسن ساؤتھ ایسٹ
(4) مَن ہائیم (5) ویسٹ فالن

Wittlich

Hamburg

Frankenthal

Rüsselsheim

Riedstadt

Köln

مرتبہ: مکرم منور علی شاہد صاحب

سالِ نو کے موقع پر تہجد اور وقارِ عمل

جماعت احمدیہ جرمنی نے امسال بھی حسبِ روایت سالِ نو کے آغاز پر اجتماعی نمازِ تہجد اور وقارِ عمل کا اہتمام کیا۔ مکرم اسامہ احمد صاحب مربی سلسلہ و معتمد مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی تحریر کرتے ہیں کہ 257 مجالس سے موصولہ رپورٹس کے مطابق نمازِ تہجد میں 4.772 خدام اور 1.223 اطفال شامل ہوئے۔ نمازوں کے بعد خدام نے وقارِ عمل کیا جس میں 3.631 خدام اور 849 اطفال نے حصہ لیا۔ میڈیا نے بھی اس کی بھرپور کوریج کی۔ جرمنی بھر میں 331 آرٹیکل شائع ہوئے جن میں سے 151 پرنٹ میڈیا میں اور 180 آن لائن شائع ہوئی۔ انہیں پڑھنے والوں کی تعداد ملینز میں ہے۔ خبر دینے والے نمایاں میڈیا اداروں میں Der Spiegel, Tagesschau, ZDFheute, SWR, RBB, BR, NTV, Berliner Zeitung, FAZ, taz.de, WELT, Die Zeit, Süddeutsche Zeitung وغیرہ شامل ہیں۔ بعض جماعتوں میں ہونے والی مساعی کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

کولون

بیت النصر کولون میں 95 احباب اور 30 لجنہ ممبرات کو نمازِ تہجد ادا کرنے کی توفیق ملی۔ نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم شکیل احمد عمر صاحب مربی سلسلہ نے مکرم نیشنل امیر صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ وقارِ عمل کے لیے مکرم عطاء الصبور صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے خدام کے گروپ تشکیل دیئے جنہوں نے تین سڑکوں کو مکمل طور پر صاف کیا۔ وقارِ عمل میں 81 احباب نے حصہ لیا۔ وقارِ عمل کے بعد تمام شاملین نے ناشتہ کیا۔

کاسل

کاسل میں بھی سالِ نو کا آغاز نمازِ تہجد و فجر کی باجماعت ادائیگی سے ہوا۔ بعض خدام اور اطفال نے ایک رات قبل مسجد میں قیام کیا۔ باجماعت تہجد میں 100 سے زائد احباب اور 60 لجنہ ممبرات نے شرکت کی۔ اس موقع پر مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا گیا۔ احباب کے لئے ناشتہ کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جس کے بعد شہر کے دو بڑے مراکز Friedrichplatz اور Königsplatz میں وقارِ عمل کیا گیا۔

ہناؤ

مسجد بیت الواحد میں نمازِ تہجد مکرم حافظ شازل صاحب نے پڑھائی۔ اس کے بعد مکرم مصلح باسط صاحب مربی سلسلہ کی اقتداء میں نمازِ فجر ادا کی گئی۔ اس موقع پر کل حاضری 170 رہی۔ بعدازاں احباب کو ناشتہ پیش کیا گیا۔ ناشتہ کے بعد شہر کے مشہور مقام Marktplatz میں وقارِ عمل کیا گیا جس میں 50 خدام، اطفال اور انصار نے بھرپور حصہ لیا۔

وٹلش

مسجد حمد وٹلش میں بھی یکم جنوری کی صبح اجتماعی نمازِ تہجد کا اہتمام کیا گیا جس کی حاضری 60 رہی۔ نمازِ فجر کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب کا پیغام پڑھا گیا جس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے گئے۔ ناشتہ کے بعد وقارِ عمل کیا گیا جس میں 39 احباب نے حصہ لیا۔ اسی روز مکرم محمد شاہد بٹ صاحب صدر جماعت اور مکرم ذیشان محمود صاحب مربی سلسلہ نے شہری انتظامیہ کی دعوت پر نئے سال کی ایک تقریب میں شرکت کی جہاں Bürgermeister نے جماعت کے وقارِ عمل کی بہت تعریف کی نیز جماعت کی طرف سے کی جانے والی شجر کاری کا

بھی ذکر کیا۔اس تقریب میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی بھی تشریف لائے تھے۔

مورفیلڈن والڈورف

مسجد سبحان مورفیلڈن میں مکرم فرحان احمد منظور صاحب مربی سلسلہ کی اقتداء میں نماز تہجد ادا کی گئی۔نماز فجر کے بعد موصوف نے ہی مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کا پیغام پڑھ کر سنایا۔کل حاضری 185 رہی جس میں 128 مرد اور 57 خواتین شامل ہیں۔ناشتہ کے بعد وقارعمل کیا گیا جس میں 20 خدام اور 7 اطفال نے حصہ لیا۔

اوفن باخ

بیت الجامع اوفن باخ میں اجتماعی نماز تہجد میں 130 افراد نے شرکت کی۔نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔شاملین کے لئے ناشتے کا بھی انتظام تھا۔ناشتہ کے بعد Wilhelmsplatz جو شہر کا مرکز ہے وہاں وقارعمل کیا گیا جس میں 30 احباب نے حصہ لیا۔

فرانکن تھال

مسجد نور فرانکن تھال میں مکرم حافظ فیض احمد فیض صاحب کی امامت میں نماز تہجد ادا کی گئی جس میں کل حاضری 150 رہی۔نماز فجر کے بعد مکرم حمزہ نصیر صاحب مربی سلسلہ نے محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ناشتہ کے بعد وقارعمل کیا گیا جس میں 43 احباب نے شرکت کی۔

من ہائم

لوکل امارت من ہائیم میں 31 دسمبر کی شام مسجد احسان میں نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد خدام واطفال کے ساتھ سوال وجواب کی ایک نشست ہوئی جس کے بعد اطفال نے مسجد میں قیام کیا۔اگلے روز باجماعت نماز تہجد ادا کی گئی جس میں تقریباً 200 احباب وخواتین نے شرکت کی۔بعد از فجر مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کا پیغام سنایا گیا۔ناشتہ کا اہتمام من ہائم کے سٹی سنٹر میں کیا گیا تھا جہاں پر شہر کی انتظامیہ بھی موجود تھی جس نے اس موقع پر جماعت احمدیہ من ہائم کی تیس سالہ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے سند پیش کی۔ اس کے بعد وقارعمل کیا گیا جس میں 70 احباب نے شرکت کی۔مقامی میڈیا نے اس کی بھرپور کوریج کی۔میڈیا کے ان ذرائع میں، Süddeutsche Zeitung، SWR, ZFD اور NTV شامل ہیں۔

کوبلنز

طاہر مسجد کوبلنز میں نماز تہجد اور فجر میں حاضری 175 رہی۔ مکرم ابرار احمد صاحب صدر جماعت نے محترم نیشنل امیر صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ ناشتے کے بعد کوبلنز کے معروف مقام Deutsches Eck میں وقارعمل کیا گیا جس میں 70 احباب نے حصہ لیا۔اجتماعی دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

ریڈشٹڈ

مسجد عزیز ریڈشٹڈ میں حسب روایت نئے سال کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا جس میں 450 مرد وخواتین شامل ہوئے۔بعدازاں مکرم نیشنل امیر صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ناشتہ کے بعد وقارعمل کیا گیا۔

رسلزہائیم

لوکل امارت رسلزہائیم میں نماز تہجد اور فجر مکرم حافظ اویس احمد قمر صاحب مربی سلسلہ کی امامت میں ادا کی گئیں جس میں کل حاضری 120 تھی۔نمازوں کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کا پیغام پڑھا گیا۔ناشتہ کے بعد رسلزہائیم کے چار مختلف مقامات پر وقارعمل کیا گیا جس کی خبر مقامی اخبار Echo نے اپنی ویب سائٹ پر شائع کی۔

ڈیٹسن باخ

ڈیٹسن باخ میں نماز تہجد اور فجر میں کل حاضری 337 تھی۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ ناشتہ کے بعد وقارعمل کے لیے پانچ ٹیمیں تشکیل دی گئیں جنہوں نے شہر کے مرکزی حصہ کی صفائی کی۔ وقارعمل میں حصہ لینے والے احباب کی تعداد 78 تھی۔

بادمیرین برگ

سالِ نو کے آغاز پر حسبِ روایت نماز تہجد اور فجر کی ادائیگی کے بعد وقارعمل کیا گیا جس میں 23 احباب شامل ہوئے۔اس کی خبر مقامی اخبار Wäller Blättchen نے 9 جنوری 2026ء کے شمارہ میں دی۔

ہمبرگ

ہمبرگ میں سالِ نو 2026ء کا آغاز حسبِ روایت تہجد کی ادائیگی سے ہوا۔نماز فجر کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ بعدازاں تمام شاملین کی خدمت میں ناشتہ پیش کیا گیا۔ناشتہ کے بعد شاملین وقارعمل کے لیے شہری انتظامیہ کی طرف سے مقرر کردہ جگہوں پر تشریف لے گئے جہاں تقریباً 150 خدام واطفال نے بھرپور جذبہ خدمت خلق سے وقارعمل میں حصہ لیا۔

فرانکفرٹ

فرانکفرٹ میں بھی نئے سال کے آغاز پر بیت السبوح اور مسجد نور میں باجماعت تہجد کا اہتمام کیا گیا جس کے بعد نماز فجر ادا کی گئی۔ بعدازاں محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کا پیغام پڑھا گیا۔کل حاضری تقریباً 300 رہی۔ ناشتہ کے بعد حسبِ روایت وقارعمل کیا گیا جس میں تقریباً 80 افراد شامل ہوئے۔وقارعمل کی خبر معروف اخبارات Die Zeit اور Frankfurt Allgemeine میں شائع ہوئی۔

اولپے

جماعت اولپے نے بھی نئے سال کا آغاز نماز تہجد سے کیا جس میں 35 احباب شامل ہوئے۔ اس کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب کا پیغام پڑھا گیا۔نماز فجر کے بعد تمام شاملین کے لیے ناشتہ کا بھی انتظام تھا۔ ناشتہ کے بعد تمام احباب وقارعمل کے لیے پہلے سے مقرر کردہ مقامات پر چلے گئے۔ چنانچہ Altenhundem اور Hilchenbach میں صفائی کی گئی۔وقارعمل کی خبر مقامی اخبار Westfalenpost میں شائع ہوئی۔

مکرم سعادت احمد صاحب، نیشنل سیکرٹری وقف نو جرمنی

چھٹا سالانہ اجتماع

وقف نو جرمنی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی کے واقفین نو اور واقفات نو کا چھٹا سالانہ اجتماع مورخہ 28 دسمبر 2026ء بروز اتوار Messe Gießen میں منعقد ہوا جس میں کل حاضری 5000 سے زائد رہی، فالحمدللہ۔ امسال اجتماع کا موضوع سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق ''وقف نو کی بطور بہترین احمدی مسلمان ذمہ داریاں'' تھا۔

اجتماع کی تیاریوں کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی پہلی میٹنگ 14 دسمبر 2025ء کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں منعقد ہوئی۔ میٹنگ میں اجتماع کے مواد اور انتظامی ڈھانچے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں تفصیلی غور کیا گیا اور تمام ناظمین کو ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں آگاہ کیا گیا۔ واقفین نو تک اجتماع کا مکمل پروگرام پہنچایا گیا اور انہیں شمولیت کی یاد دہانی بھی کروائی جاتی رہی۔

پہلا وقار عمل 13 دسمبر کو ہوا جس کے تحت میٹنگ سے لنگر خانہ اور اجتماع گاہ کی تیاری کے لئے 150 دیگیں اور 35 کے قریب چولہے اور گیس پائپ بیت القیوم فرانکفرٹ لائے گئے۔ اس سلسلہ میں جماعت کو بلنز، نوئے ویڈ، بادہومبرگ، Oberursel اور فرانکفرٹ کے خدام اور انصار نے خدمت کی توفیق پائی۔ قالین اور ان کے نیچے بچھانے کے لیے میٹرس 20 دسمبر کو گیسن پہنچائے گئے جس میں مقامی جماعت کے خدام اور انصار نے حصہ لیا۔

24 دسمبر کو اجتماع گاہ تیار کی گئی۔ اس سلسلہ میں جماعت ماربرگ، گیزن اور لوکل امارات ریڈ شٹڈ اور اوفن باخ کے خدام اور انصار نے خدمت کی توفیق پائی۔ اجتماع گاہ 27 دسمبر بروز ہفتہ مکمل تیار ہو گئی جس کے لیے اس روز وقار عمل کا آغاز صبح 10 بجے ہوا اور شام تک تمام شعبہ جات نے مکمل طور پر تیاری کر لی۔ اجتماع کی مکمل کارروائی اور پروگرام کا انعقاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اور آپ کے ارشادات کی روشنی میں ہوا۔

مورخہ 28 دسمبر کو صبح 9 بجے سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا جن کے لیے ناشتہ کا انتظام بھی موجود تھا۔

اجتماع کا افتتاحی اجلاس مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی زیرِ صدارت پونے گیارہ بجے ہوا۔ مکرم انس جاوید صاحب مربی سلسلہ نے سورۃ النور کی آیات 55 تا 57 تلاوت کیں اور اردو ترجمہ پیش کیا۔ جرمن ترجمہ مکرم ڈاکٹر میاں ولید احمد صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم سلمان رفیع صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے اردو منظوم کلام میں سے چند اشعار پیش کیے جن کا جرمن ترجمہ مکرم دانش اکرام صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد مکرم مبارک احمد تنویر صاحب، مبلغ انچارج جرمنی نے افتتاحی تقریر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی واقفین نو

سے توقعات کے موضوع پر واقفین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے دعا کے ساتھ اجتماع کا آغاز کروایا۔

افتتاحی تقریب کے بعد اجتماع گاہ میں تمام شاملین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ قادیان براہ راست سنا۔ خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت جرمنی میں ہونے والے وقفِ نو اجتماع کا مع حاضری ذکر فرمایا اور مع دیگر شاملین کے جماعت جرمنی کے واقفین و واقفات نو کو بھی جلسہ سالانہ قادیان کی مجموعی حاضری میں شامل فرمایا۔

کھانے کے وقفہ اور نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد ایک مختصر فیچر پروگرام دکھایا گیا جس میں درویشانِ قادیان کے حالات اور ان کی قربانیوں سے واقفین نو کو آگاہ کیا گیا۔ فیچر پروگرام کے بعد معیار صغیر اور معیار کبیر کے اطفال کا پروگرام اطفال ہال میں جاری رہا۔ اطفال کے لیے ایک دلچسپ اور معلوماتی اسٹیشن راؤنڈ کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں کل چار اسٹیشنز شامل تھے جن میں مندرجہ ذیل عناوین پر واقفین نو اطفال کو آگاہی دی گئی:
وقفِ نو کی اہمیت، جذبۂ قربانی، تبلیغ، دورِ حاضر کے چیلنجز اور خود احتسابی، ہنگامی حالات میں طرزِ عمل، ابتدائی طبی امداد، تیراندازی اور Self Defence۔ اطفال واقفین نو کے لئے ایم ٹی اے جرمنی کے معروف کردار ''ڈاکٹر بلبو'' کے ساتھ ایک مخصوص پروگرام واقفین نو کی پہچان کے حوالہ سے رکھا گیا جس سے اطفال واقفین نو بہت لطف اندوز ہوئے۔

مرکزی ہال میں خدام کے لئے پروگرام جاری رہا۔ واقفین نو خدام وانصار کے لئے خطبہ کوئز رکھا گیا جو کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب برموقع جلسہ سالانہ قادیان پر مبنی تھا۔ اس کے لئے ایک آن لائن پلیٹ فارم استعمال کیا گیا جس میں سب اپنے موبائل کے ذریعہ شامل ہوئے۔ وقفِ نو اور ہماری ذمہ داری کے موضوع پر مکرم ڈاکٹر سفیر نجم صاحب نے ایک لیکچر دیا جس میں انہوں نے وقف نو کی اہمیت، اس تحریک کے اغراض و مقاصد اور واقفین نو کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔

امسال واقفین نو کو ان کے تعلیمی معیار کے اعتبار سے تین بڑے گروپس اسکول کے طلباء، یونیورسٹی کے طلباء اور گریجویٹس و پیشہ ور واقفین نو میں تقسیم کیا گیا۔ اور ان کے ساتھ اجتماع کے موضوع ''وقف نو کی بطور بہترین احمدی مسلمان ذمہ داریاں'' گروپ سیشن منعقد کیے گئے۔

مکرم احیاء الدین صاحب مربی سلسلہ، مکرم مولانا طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ، مکرم عمران ذکاء صاحب محاسب و نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی اور مکرم منیب طاہر صاحب واقف نو نے خدام وانصار واقفین نو سے گفتگو کی جس میں انہوں نے واقفین نو کو جماعت کے مختلف شعبہ جات میں خدمت کرنے، عبادتوں میں اعلیٰ معیار قائم کرنے

محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی شاملین اجتماع سے خطاب فرماتے ہوئے

اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر کامل وفا سے عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی۔

بعدازاں دوسرا فیچر پروگرام دکھایا گیا جس میں دکھایا گیا کہ ایک نوجوان واقف نو کو دورِ حاضر میں کیا چیلنجز درپیش ہیں اور ان حالات میں وقف کے عہد کو کیسے نبھایا جا سکتا ہے۔ مکرم ڈاکٹر نادر سندھو صاحب نے ''وقف سے حاصل ہونے والے فوائد'' کے موضوع پر ایک مفصل لیکچر دیا۔

اختتامی تقریب کا آغاز پونے چھ بجے مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کی زیرِ صدارت تلاوت سے ہوا۔ مکرم حافظ اسماعیل رحمان صاحب نے سورۃ الانعام کی آیات 161 تا 166 تلاوت کیں اور جرمن ترجمہ پیش کیا۔ ان آیات کا اردو ترجمہ مکرم باصر گوندل صاحب نے پڑھا۔ مکرم عطاء احمد طاہر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم ''جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا'' کے چند اشعار خوش الحانی سے پیش کئے جن کا جرمن ترجمہ مکرم ڈاکٹر اعزاز احمد صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد مکرم انصر افضل صاحب ناظم اعلیٰ نیشنل اجتماع نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ بعدازاں مکرم امیر صاحب جرمنی نے اختتامی تقریر میں واقفین نو کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اختتامی دعا کروائی۔

شام ساڑھے چھ بجے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے ساتھ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا، الحمدللہ علیٰ ذالک۔

نیشنل اجتماع وقفِ نو جرمنی کے مناظر

بقیہ از صفحہ 20

تھا جن سے مربیان کرام نے انگریزی، عربی اور فارسی میں اختلافی مسائل پر گفتگو کی۔

ایک جرمن شخص نے (حضرت موسیٰؑ کے حوالے سے کہا) کہ دس احکام ہی انسان کے لیے کافی ہیں اور مزید کسی مذہب کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے اسلام کو قدامت پسند قرار دیا۔ اس پر انہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا اور بتایا گیا کہ اسلام تو ہر سوال کا عقلی جواب دینے والا مذہب ہے۔ نیز عقلی دلائل جس قدر اسلام میں موجود ہیں دیگر مذاہب میں ان کا تصور بھی نہیں پایا جاتا۔ انہیں نور مسجد فرانکفرٹ میں 20 تا 27 جنوری 2026ء منعقد ہونے والی ''اسلام اور سائنس'' کے عنوان سے نمائش سے بھی آگاہ کیا گیا جس پر موصوف نے تاریخیں اپنے پاس نوٹ کر لیں۔ تقریباً تین ہزار لوگوں نے Zeil پر لگنے والی اس نمائش کو سرسری نظر سے دیکھا اور 60 سے زائد افراد کے ساتھ تفصیلی گفتگو ہوئی۔ نمائش کے انعقاد میں جملہ معاونین کے علاوہ مکرم طلحہ کاہلوں صاحب اور مکرم محمد نعمان صاحب مربیان سلسلہ نے بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ اس مساعی کو ہر لحاظ سے قبول فرمائے، آمین۔ (مبین جاوید، لوکل سیکرٹری تبلیغ فرانکفرٹ)

ہمبرگ

مورخہ 4 دسمبر 2025ء کو بیت الرشید ہمبرگ کے قریب واقع پروٹسٹنٹ لوتھر چرچ میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس کا عنوان ''موجودہ بحران سے نبرد آزما ہونے کے لئے عیسائی اور اسلامی طرز فکر کیا ہے'' تھا۔

کچھ عرصہ قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا کہ تبلیغ کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ ہم غیروں کے پروگراموں میں بھی شامل ہوا کریں تا کہ اُن لوگوں تک بھی رسائی ممکن ہو جو ہمارے پروگراموں میں شامل نہیں ہوتے۔ اس ارشاد کی تعمیل میں مکرم داؤد عطاء صاحب سیکرٹری تبلیغ ہمبرگ نے مذکورہ چرچ کے اربابِ حل وعقد سے رابطہ کیا جنہوں نے نہ صرف اس تجویز کو منظور کیا بلکہ اس پروگرام کو چرچ میں منعقد کرنے کی دعوت بھی دی۔ پروگرام کی تشہیر چرچ کی جانب سے بھی کی گئی نیز ہمبرگ جماعت نے پروگرام کے دس ہزار اشتہار چھپوا کر تقسیم کیے۔ وقت مقررہ پر پروگرام چرچ کے ایک ہال میں منعقد ہوا جس میں 60 سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ پروگرام کو چرچ کی انتظامیہ نے یوٹیوب پر لائیو نشر کیا۔ پادری صاحب نے اپنے خطاب میں جنگوں کے حوالہ سے اپنا نظریہ پیش کیا۔ اس پر جب مکرم حسیب احمد گھمن صاحب مربی سلسلہ نے جنگ کے حوالے سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس نقطہ نظر کی یکسر نفی کی تو لوگ حیران وششدر رہ گئے اور اسلامی تعلیم کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اس پروگرام کا تمام حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا اور سب نے بہت مثبت تاثرات کا اظہار کیا، الحمدللہ۔

(میاں منور حسین، نمائندہ اخبار احمدیہ برائے ہمبرگ)

بادمیرین برگ

11 جنوری بروز اتوار کو بلنز میں سیاسی پارٹی سی ڈی یو کی جانب سے دیے گئے نئے سال کے استقبالیہ میں خاکسار اور مکرم انصر احمد صاحب مربی سلسلہ کو شامل ہونے کا موقع ملا جس میں صوبہ نارڈرائن ویسٹ فالن کے وزیرِ اعلیٰ جناب ہینڈرک وُسٹ سے ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا۔ نیز جماعت احمدیہ بادمیرین برگ کی جانب سے تیار کردہ ایک خصوصی اعزازی شیلڈ پیش کی گئی۔ 20 جنوری کو جماعت بادمیرین برگ کے ایک وفد کو جس میں مکرم انصر احمد صاحب، مکرم طلال احمد صاحب مربیان سلسلہ اور خاکسار شامل تھا، Daaden میں سیاسی پارٹی SPD کے نئے سال کے استقبالیہ میں شرکت کا موقع ملا۔ اس موقع پر نائب چانسلر اور وفاقی وزیرِ خزانہ Lars Klingbeil کو جماعت کا تعارف کروایا گیا اور جماعت بادمیرین برگ کی جانب سے اعزازی شیلڈ پیش کی گئی، نیز علاقہ ویسٹر والڈ سے حاصل کردہ شہد بھی بطور تحفہ پیش کیا گیا۔

(خواجہ مظفر احمد، سیکرٹری امور خارجہ بادمیرین برگ)

بقیہ از صفحہ 16

میں جماعتی اخوّت کا حقیقی مفہوم بھی آشکار ہوا۔ نیز مختلف قوموں اور زبانوں مگر ایک ہی سوچ، خلوص، جذبہ اور خلافت سے وابستگی کے والہانہ انداز نے ہم سب پر گہرا اثر ڈالا۔ یہ جلسہ جہاں جماعت احمدیہ چیک ریپبلک کا پہلا جلسہ ہونے کی تاریخی حیثیت رکھتا ہے وہاں اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس سے خطاب میں جلسہ سالانہ چیک ریپبلک کا بھی ذکر فرمایا اور ہم اس لحاظ سے خود کو خوش قسمت تصور کرتے ہیں کہ اس تاریخی موقع پر ہمیں ابتدائی خدمتگاروں میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔

مکرم مونس غفار صاحب (ناظم پارکنگ) تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مہمانوں کی رہنمائی کرنا اور ان کی سہولت کا خیال رکھنا میرے لیے بہت خوشی کا باعث تھا۔ میں نے نظم وضبط اور باہمی تعاون کی عملی مثال دیکھی۔ یہ جلسہ میرے لیے نہ صرف ایک یادگار تجربہ تھا بلکہ ایمان، اخلاص اور خدمتِ دین کے جذبہ کو مزید مضبوط کرنے کا ذریعہ بھی بنا۔ مکرم دانش اصغر صاحب نے بتایا کہ میں نے جلسہ سالانہ کے دوران لنگر خانہ میں خدمت کی توفیق پائی جو میرے لیے بہت خوبصورت اور یادگار تجربہ تھا۔ لنگر میں کام کرتے ہوئے باہمی محبّت، بھائی چارہ اور نظم وضبط دیکھنے کو ملا جو جماعت کی خوبصورت روایات کی عکاسی کرتا ہے۔

جلسہ سالانہ چیک ریپبلک ہمارے لیے انتہائی یادگار رہا۔ خاکسار اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہے کہ اس نے مجھے ناظم رہائش کے طور پر خدمت کی توفیق دی۔ خدمت کا ہر لمحہ دل کو سکون اور خوشی دیتا رہا اور ہمیں یہ احساس ہوا کہ جماعت کے کام میں حصہ لینا اور دوسروں کی خدمت کرنا کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ تجربہ ہماری زندگی کا قیمتی حصہ بن گیا ہے اور دل شکر، عاجزی اور خدمتِ دین کے جذبہ سے معمور ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری خدمت کو قبول فرمائے اور ہمیں آئندہ بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم جماعت کی احسن طریق سے خدمت کرنے والے ہوں، آمین ثم آمین

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

محترمہ شمع نسرین صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ شمع نسرین صاحبہ 23 دسمبر 2025ء کو بعمر 64 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ بھلیسر ضلع گجرات میں پیدا ہوئیں اور پیدائشی احمدی تھیں۔ جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ صدر لجنہ اماء اللہ چک سکندر کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق ملی۔ایک موقع پر لجنہ کے اجلاس کے دوران مسجد سے باہر چند مخالفین اکٹھے ہو کر نعرہ بازی کرنے لگے جس سے لجنہ میں فطری طور پر کچھ گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ اس موقع پر آپ نے نہ صرف سب کو حوصلہ دیا بلکہ نہایت دلیری سے کہا کہ اگر کوئی شر پسند مسجد میں آنے کی کوشش کرے گا تو اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ خاکسار کو چک سکندر کے کیس میں سزائے موت ہوئی اور پھر آٹھ سال قید میں گزارے، یہ تمام عرصہ آپ نے نہایت ہمت، صبر اور بہادری کے ساتھ گزارا۔ مرکزی نمائندگان کی خصوصی مہمان نوازی آپ کی نمایاں خوبیوں میں شامل تھی۔ تمام رشتہ داروں کے ساتھ محبّت اور احترام کا تعلق تھا۔ گو اپنی اولاد نہ تھی لیکن خاندان کے تمام بچوں کو اپنی اولاد کی طرح پیار کرتیں اور ان کی دینی و اخلاقی تربیت کے باریک پہلوؤں کا خاص خیال رکھتیں۔ 2014ء میں جرمنی آ گئیں جہاں پہلے برلن اور پھر Pinneberg جماعت کا حصہ رہیں۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ 26 دسمبر کو بیت الرشید ہمبرگ میں مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ و نیشنل سیکرٹری اشاعت نے پڑھائی۔ بعدازاں تدفین کے لیے ربوہ لے جایا گیا جہاں بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں تدفین ہوئی۔ (ناصر احمد، Pinneberg)

مکرم ارشاد اللہ تارڑ صاحب

خاکسار کے والد مکرم ارشاد اللہ تارڑ صاحب ابن مکرم چودھری سردار خاں تارڑ صاحب 28 دسمبر 2025ء کو بعمر 73 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کا تعلق کولوتارڑ ضلع حافظ آباد پاکستان سے تھا۔ آپ کو 1985ء میں اسیر راہِ مولیٰ رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ 1990ء میں ہجرت کر کے جرمنی آ گئے جہاں مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ Neu- Isenburg میں رہائش کے دوران تبلیغی سٹالز میں بھی خدمت کا موقع ملا۔متعدد بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔

آپ کی نماز جنازہ یکم جنوری کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں ادا کی گئی اور اگلے روز Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین ہوئی۔ (کاشف تارڑ، Neu-Isenburg)

مکرم ماسٹر رحمت علی ظفر صاحب

خاکسار کے والد مکرم ماسٹر رحمت علی ظفر صاحب یکم جنوری 2026ء کو بعمر 92 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی خدمات کی بھی بھرپور توفیق عطا فرمائی۔سندھ کے دُور دراز علاقوں میں قائم جماعتی سکولوں میں بطور واقفِ زندگی استاد انتہائی دیانتداری، لگن اور اخلاص کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ روزنامہ الفضل سے منسلک ہو گئے۔ آپ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت وفا کا تعلق تھا۔ آپ ایک انتہائی شفیق باپ تھے۔ آپ نے اپنی اولاد کی بہترین تربیت کی اور انہیں ہمیشہ نیکی کی تلقین کی۔

آپ نے پسماندگان میں 4 بیٹے اور 4 بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم رشید احمد صاحب مربی سلسلہ (ایڈیشنل وکالتِ تبشیر یوکے) کے والد تھے۔ آپ کی نماز جنازہ 3 جنوری کو فرائی برگ اور 4 جنوری کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں ادا کی گئی۔ بعدازاں تدفین کے لیے ربوہ لے جایا گیا جہاں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ (ریحان احمد، لوراخ)

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (فرانکفرٹ) اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب مرحوم 15 جنوری 2026ء کو بعمر 80 سال وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور بہت خوش اخلاق اور ملنسار تھیں۔ خاندان کے افراد اور ہمسایوں کے ساتھ بھی بہت اچھا سلوک کرتیں۔ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کرتیں اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتیں۔ خلافت سے بہت احترام کا تعلق تھا اور ہمیں بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی نصیحت کرتیں۔

آپ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 16 جنوری کو بعد نماز جمعہ بیت السبوح میں ادا کی گئی اور اگلے روز Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین ہوئی۔ (کاشف پرویز، Essen)

محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ مبارکہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب مرحوم 16 جنوری 2026ء کو بعمر 84 سال وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق چک 297 ج ب گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تھا۔ پیدائشی احمدی تھیں۔ پنج وقتہ نماز کی پابند اور تہجد گزار تھیں۔ بہت مہمان نواز اور خوش اخلاق تھیں۔ غرباء کی مالی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔

آپ نے پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 21 جنوری کو مسجد عطاء فلورس ہائیم میں مکرم سہیل احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ بعدازاں اسی روز Neuer Friedhof فلورس ہائیم میں تدفین ہوئی۔ (رفیع احمد، فلورس ہائیم)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

یکم جنوری 2026ء کو جرمنی کے مختلف شہروں میں کیے جانے والے وقارِ عمل کے چند مناظر

Hanau

Berlin

Dietzenbach

Koblenz

Hattersheim

Dreieich

Nidda

Darmstadt

Offenbach

Bielefeld

Aschaffenburg

Bingen

جماعت احمدیہ جرمنی کی تبلیغی مساعی کے چند مناظر

ہیمبرگ کے ایک چرچ میں منعقدہ تقریب کا منظر

فرانکفرٹ میں اسلام نمائش کے موقع پر زائرین

مسجد نور فرانکفرٹ میں منعقدہ Moschee im Dialog پروگرام

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 27 | ISSUE 2 | FEBRUARY 2026
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de